New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
محبت دعا ہے
از قلم عظمیٰ ضیاء
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(Continue Novel)

محبت دعا ہے

از عظمی ضیاء

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

• تیرا ملنا اک سزا

"پاپا۔۔آپ مجھے مار دیں۔۔ لیکن یہ نکاح۔۔یہ نکاح نہیں کر سکتی میں۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"نکاح تو اسے ہر حال میں کرنا ہی ہو گا۔۔ سنبھالو اس کو۔۔" انہوں نے زیبا سے کہا ۔

"میں مر جاؤں گی پاپا۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں میں مر جاؤں گی۔۔۔"وہ چیخ چیخ کر بولی ۔اسکی پر زور آواز اس تک صاف آ رہی تھی۔وہ باہر کھڑا اپنے باپ کے غصہ کا شکار ہو رہا تھا۔

"میری عزت کی اگر تمہیں پرواہ نہیں تو ابھی اور اسی وقت تم اور تمہاری ماں یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔"دونوں بھائیوں کی طرف سے یکے بعد دیگرے اپنی اپنی اولادوں کو یہی دھمکی دی گئی۔

سامعیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔اپنے بیٹے کے گناہ کی سزا آخر وہ کیوں سہیں؟؟ ہمارے معاشرے میں یہ تو روزِ اول سے ہی ہوتا آیا ہے۔۔والدین کی لاڈلی اولاد ہی اسکی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آزمائش کی وجہ بن جاتی ہے۔۔

انکے منہ سے یہ دھمکی آمیز لفظ سنتے ہی زیبا کی جان حلق کو آگئی۔

"چادر اوڑھاؤ اس کے سر پہ۔۔۔اور اسے کہو اپنی زبان کو لگام دے۔۔۔" وہ ذرا للکار کر بولے اور وہاں سے چلتے بنے۔

"امی۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔امی۔۔۔آپ تو جانتی ہیں نا۔۔۔اپنی تربیت پہ یقین کریں امی۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔" وہ زیبا کے سینے کے ساتھ لگی سسک کر بول رہی تھی۔

اب کے اگر اسکے رونے کی آواز ذرا بھی باہر جاتی تو عین ممکن تھا کہ یہ سب اسکی ماں کو بھگتنا پڑتا۔

****

دوسری طرف جنت نے اپنا بیگ پیک کیا اور گھر کے مرکزی دروازے تک آئی جہاں اس نے راحت اور تابینہ کو مایوس کن حالت میں کھڑے ہوئے پایا۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟؟" تابینہ نے فوراً سوال کیا۔

''اپنے گھر۔۔اور ویسے بھی۔جہاں سچ کی کوئی عزت نہیں۔۔وہاں جنت کا رکنا، جنت کی توہین ہے۔۔

آپ سب مہر کے ساتھ یہ زیادتی ہوتے دیکھ سکتے ہیں مگر میں نہیں۔۔'' اس نے اتنا کہااور اپنا بیگ لیئے دروازے سے باہر آئی۔

''مگر مہر۔۔۔'' تابینہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"کاش!کاش!میں ان سب کو یہ ظلم کرنے سے روک سکتی۔۔کاش۔۔۔" اسکی آواز بھرا سی گئی۔

"جنت۔۔۔اسے تمہاری ضرورت ہے۔۔پلیز نہ جاؤ۔۔۔"تابینہ نے گویا اسکی منت کی مگر اس پہ اسکا بھی اثر نہ ہوا۔

''میں اس ظلم میں آپ سب کی حصے دار نہیں بن سکتی۔میسج کر دیا ہے میں نے اسے۔۔ اور ویسے بھی آپ سب ہیں نا۔۔اسکے ساتھ۔۔۔۔'' وہ ذرا طنزیہ بولی مگر پھر راحت پہ نظر پڑتے ہی وہ جاتے جاتے رکی۔

''اور آپ۔۔آپکو اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیئے تھا۔۔''

اسکی بات سن کر راحت نے اسے بغور دیکھا۔

"بھلے ہی وہ محبت میں منکر رہا ہے۔۔ لیکن عزت بچانے میں اس نے اپنا ایمان بیچا نہیں۔۔ سچ میں۔۔ بہت دکھ ہوا آج۔۔ اگر اس سب کا حل نکاح ہی ہے تو شاہ ویز سے ہی کیوں؟ سجیل کے لیئے کیوں ہاتھ نہیں مانگا آپ نے مہر کا؟ تاکہ کوئی اور تابینہ اندھیری کھائی میں نہ گر سکے۔۔" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے نکل گئی۔

اسکے یہ الفاظ راحت کے دل پہ جا کر لگے تھے۔

وہ جو کہہ رہی تھی، بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی۔ تابینہ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

راحت صاحب کافی دیر تک جنت کی کہی ہوئی بات کو سوچتے رہے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

"کوئی مجھے بتائے گا بھی کہ ہوا کیا ہے آخر؟؟" شماز نے پوچھا لیکن ان میں سے کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

سامعیہ اور شاہ ویز کا سانس خشک دیکھ کر وہ مکرر بولا۔ ”کچھ ہوا ہے؟؟“ وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

”نہیں۔۔“ ندیم صاحب نے بے بسی سے جواب دیا۔

”اگر اتنی بڑی قربانی دے ہی رہے ہیں تو مایوسی کیسی؟؟ مانا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے ابا۔۔ لیکن مجھے یقین ہے اس پہ۔۔ کہ اس نے ایسا ویسا کچھ نہیں کیا۔۔“ وہ تفہیمی انداز میں بولا۔

”قربانی۔۔“ وہ زیرِلب انتہائی دکھ سے بولے کہ انکی آنکھوں کے کنارے تر ہوگئے۔ بھائی کو کھو دینے کا خوف انہیں سچ بتانے سے روکے ہوئے تھا۔

"امی! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ مہر ہمارے گھر کی بیٹی ہے۔۔اس نے کچھ برا نہیں کیا۔۔ میں گواہی دے سکتا ہوں اسکے کردار کی۔۔ہاں۔۔ جانے انجانے میں غلطی ضرور ہو گئی ہے اس سے۔۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ سب۔۔۔"شماز بولتا گیا اور وہ شرمندگی کے مارے زمین میں گڑھے جا رہی تھیں۔

"دیکھو شاہ ویز۔۔پہلے بھی تو اسکی شادی تم سے طے تھی۔۔ تو اب بھی تو تم سے ہو رہی

ہے۔۔۔مانا کہ غلطی کر بیٹھی ہے وہ۔۔اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ اسکے ساتھ تابینہ پوپھو جیسا سلوک کیا جائے۔۔"بات کرتے کرتے وہ رُکا۔ مگر پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا۔

"اللہ کی قسم! اگر اسکے ساتھ تابینہ پوپھو جیسا سلوک کرنے کا کسی نے سوچا بھی تو میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔۔۔"اسکا اشارہ صاف شاہ ویز پہ تھا۔اسکے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

تینوں نے یکبارگی سے شماز کو دیکھا جو مہر کو لے کر بے انتہاء پوزیسیو ہو رہا تھا۔آخر اس نے اسکو اپنی بہن کہا تھا۔نہ صرف کہا تھا۔بلکہ بہن مانا بھی تھا۔

اس نے خود کو نارمل کیا اور مزید بولا۔"خیر۔۔۔مولوی صاحب کو ڈرائنگ روم میں ٹھہرایا ہے۔۔نکاح کی تیاری کیجیئے۔۔۔"

☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

نعیم صاحب نے گاڑی پارک کی اور گھر کے مرکزی دروازے تک آئے۔

ندیم صاحب پچھلے پندرہ منٹ سے لاؤنج میں انکے آنے کے انتظار میں ٹہل رہے تھے۔ جوں ہی وہ لاؤنج میں داخل ہوئے تو وہ بلا تمہید باندھے بولے۔

"نعیم۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ ہم یہ سب ٹھیک کر رہے ہیں۔۔ اماں بی نے دونوں بچوں سے ملنا ہی ہے نا۔۔ تو اسکے لیئے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟؟ اماں بی کے ٹھیک ہوتے ہی ہم ان کے سامنے دونوں بچوں کا نکاح کر دیں گے۔۔" ندیم صاحب ذرا نظریں چراتے ہوئے بولے، جیسے وہ کچھ چھپا رہے ہوں۔

"تو آپ انکار کر رہے ہیں؟؟" نعیم صاحب کی بات سن کر وہ فوراََ سے بولے۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ انکار نہیں۔۔ لیکن یہ سب۔۔" وہ الجھتے ہوئے بولے۔

"میں ابھی اماں سے مل کر آیا ہوں۔۔ انہیں بتا کر آیا ہوں کہ دونوں بچوں کا مقررہ تاریخ پہ ہی نکاح کر دیا گیا تھا۔۔ اور اب وہ ان دونوں کے انتظار میں ہیں۔ "

"سحیل کے لیئے آپ مجھے مہر دے دیجیئے۔۔" راحت نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے کہا۔

دونوں بھائیوں نے یکدم نگاہیں اسکی طرف کیں۔ شماز بھی حیران تھا۔

ندیم صاحب کو اب انتظار تھا تو نعیم صاحب کے فیصلے کا۔

"تم ہمارے گھر کے داماد ہو، ہمارے لیئے قابلِ احترام ہو۔۔لیکن تمہارے بھائی نے جو حرکت کی ہے۔۔اسکے لیئے میں کبھی بھی معاف نہیں کر سکتا اسے۔۔" قدرے ضبط سے کام لیتے ہوئے وہ بولے۔

"لیکن۔۔میرا مطلب ہے کہ۔۔مہر نہیں چاہتی یہ نکاح۔۔تو۔۔" انکے ادھورے لفظ ادھورے ہی رہ گئے۔

"ہر گز نہیں۔۔ اس انسان کو اپنی عزت کیسے سونپ دوں۔۔جسے ہماری عزت کا پاس نہیں۔۔۔"

"عزت۔۔بھائی صاحب۔۔کیسی عزت؟؟ آپکی بیٹی خوش نہیں ہے۔۔بیٹی کی خوشی عزت سے بڑھ کر ہو گی؟؟" تابینہ نے بھی انہیں سمجھایا۔

اس ساری صورتحال میں ندیم صاحب چپ ہی تھے۔ مگر پھر موقع کی نزاکت بھانپتے ہوئے انہیں بولنا ہی پڑا۔

"راحت اور تابینہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔"

انکے منہ سے یہ ادا ہوا ہی تھا کہ وہاں موجود سبھی لوگوں نے یکبارگی میں ایک دوسرے کو دیکھا۔اس سب میں سب زیادہ حیران شماز تھا۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں؟؟ آپ؟؟ میرا اپنا بھائی میرے خلاف ہو سکتا ہے۔۔اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔" نعیم صاحب دکھ سے بولے۔

"ایسا نہیں ہے۔۔بخدا۔۔ایسا نہیں ہے۔۔" ندیم صاحب نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اسے خود کی حالت سمجھانا چاہی مگر وہ کسی کی بھی بات سننے سے قاصر تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanon|Articles|Books|Poetry|Interviews

لاؤنج میں چند لمحات کے لیئے گہری خاموشی تھی۔اسی اثناء میں شاہ ویز جو کمرے سے سب سن رہا تھا، باہر آیا۔

"بولو۔۔تمہیں کوئی اعتراض ہے؟؟" اب کے نعیم صاحب نے اس کے روبرو آکر سوال کیا تو اسکا سانس پھول گیا۔

وہ انہیں کیا جواب دے؟ انہیں کیا کہے؟ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔اس نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا اور پھر نعیم صاحب سے بولا۔

"چچا جان۔۔میں واقعی اسکے قابل نہیں ہوں۔۔تو۔۔" وہ ذرا رک رک کر بولا۔

"قابل تو وہ تمہارے نہیں ہے۔۔" وہ فوراََ سے بولے۔

شماز نے اپنے باپ کو گہرے غور سے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا کہ آخر ان کے فیصلے میں تبدیلی کیونکر آگئی۔

شاہویز کیسے کمزور پڑ گیا؟ یہ سب اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

اس سے پہلے وہ ان سے کچھ پوچھ پاتا، ایمل کمرے سے بھاگتی ہوئی باہر اسکا پیغام اسکے لیئے لے کر آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" شماز بھائی۔۔۔۔شماز بھائی۔۔ مہر آپیہ نے بلایا ہے آپکو۔۔"

☆☆☆☆

☆☆☆☆

وہ اسے دیکھتے ہی دیوانہ وار اس سے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"شماز بھائی۔۔پلیز۔۔ان سب کو روکیں۔۔پلیز۔۔۔ کوئی میری بات نہیں سن رہا۔۔ اللہ کا پکا وعدہ۔۔میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا۔۔" وہ بچوں کی طرح بولی۔

جیسے بچپن میں اس سے کسی بھی بات میں خود کو سچا ثابت کرنے کے لیئے "اللہ کا پکا وعدہ" کہا کرتی تھی۔

اس نے اسکے سر پر ہاتھ دیا اور اسکے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے اسکے آنسوؤں کو صاف کیا جن سے اسکا چہرہ تر ہو چکا تھا۔

"میری پیاری بہن۔۔ تمہارا بھائی، تمہارے ساتھ ہے۔۔" اسکی بات سن کر وہ خوشی سے مسکرائی۔

"مجھے پتہ تھا۔ کوئی مجھے سمجھے یا نہ سمجھے۔۔ میرا بھائی، میرا ساتھ دے گا۔۔"

"اماں بی تمہارا اور اسکا انتظار کر رہی ہیں۔۔" وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولا۔

اسکے الفاظ کیا معنی بیان کر رہے تھے، وہ سب سمجھ چکی تھی۔ اسکے چہرے پہ آئی مسکان آسودگی میں بدل گئی۔

"آپ بھی۔۔۔" وہ شکایتی انداز میں بولی۔

"مجھے تم پہ یقین ہے مہر۔۔ لیکن اس وقت۔۔ وقت کی ضرورت یہی ہے کہ۔۔"

"بس کیجیئے۔۔۔ آپ نے بہن کہا تھا نا مجھے۔۔ بس کہا ہی تھا۔۔ سمجھا

نہیں۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا،وہ مزید بولی۔

"توٹھیک ہے۔۔ بنالیجیئے ایک مجبور انسان کا تماشا۔۔ ایک لاش تیار ہے دفن ہونے کے لیئے۔۔۔" اس نے بیڈ پہ رکھا سرخ دوپٹہ اسکے سامنے کیا۔

"اپنے ہاتھوں سے اوڑھایئے۔۔تاکہ کل کو آپ کو جب حقیقت کا علم ہو گا تو یہی سرخ رنگ آپ کو آپ کے بہن کے ارمانوں کے قتل کی یاد دلائے گا۔۔۔" اسکے الفاظ سن کر وہ ہل کر رہ گیا۔

اس نے بمشکل ہی خود کو نارمل کیا اور چارو ناچار اسکے ہاتھ سے سرخ دوپٹہ لے کر اسکے سر پر اوڑھا دیا۔اسکی آنکھوں سے بہنے والے آنسو اسکی آنکھوں میں ہی منجمد ہو کر رہ گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں قاضی صاحب کو کمرے میں لایا گیا۔اسکی نگاہیں صرف اور صرف شمازپہ ہی تھیں۔امید کی ایک آخری کرن ابھی بھی باقی تھی لیکن وہ اس سے نظریں چرائے خاموش کھڑا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جوں ہی شاہ ویز کمرے میں داخل ہوا تو وہ اسکی طرف بڑھی۔شاہ ویز کا سانس تقریباً خشک ہو چکا تھا۔وہ بمشکل ہی اس سے نظریں ملا پا رہا تھا۔ایک التجا اسکے دل میں تھی۔

"کاش !مہر تم انکار کر دو۔۔کاش۔۔۔"

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اگر وہ اپنے باپ کی دھمکی سے بندھا ہے تو وہ بھی اسی کیفیت سے گزر رہی ہے۔

اس سے پہلے وہ اس سے بازپرس کر پاتی نعیم صاحب نے غصہ سے ہنکارا۔ قاضی صاحب کی موجودگی میں وہ کوئی تماشا نہیں چاہتے تھے تبھی اسے اپنی غصہ سے لال ہوتی آنکھوں سے دھمکایا۔وہ جہاں کھڑی تھی،وہیں کھڑی رہی۔

زیبا نے آگے بڑھ کر سفید چادر اسے اوڑھائی۔پاس موجود صوفے پہ وہ یکدم ڈھیر سی ہو گئی۔ایک بے جان مورت۔۔ایک زندہ لاش۔۔اب تو وہ رو رو کر بھی تھک چکی تھی۔

"مہر ندیم احمد آپکو بحق مہر پچاس ہزار سکہ رائج الوقت شاہ ویز نعیم احمد کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔آپکو قبول ہے؟"

نہایت بے دردی سے اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ نکلا تھا۔ مگر وہاں موجود کسی کا دل بھی نہیں پسیجا۔

اس نے ایک نظر اپنے باپ پہ ڈالی۔ "پاپا پلیز۔۔۔ایسا نہ کیجیئے۔۔۔۔" اس کے اندر کی آوازان سے ہمکلام تھی۔

جواباََ نعیم صاحب نے نہایت غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ انکے ہاتھ کا مٹھی کی صورت بند ہونا دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اپنے غصہ کو کس قدر ضبط کر رہے ہیں۔

"قبول ہے۔۔۔" کانپتے ہونٹوں کے ساتھ اسکے منہ سے ادا ہوا تھا۔ شاہ ویز جو نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔ اسکے قبول کہنے پہ ہل کر رہ گیا۔

اسے امید تھی کہ وہ ضرور انکار کر دے گی۔ مگر یہ کیا؟ ساری گیم ہی پلٹ گئی۔ وہ خود اس سب میں جکڑ چکا تھا۔

اس نے بمشکل ہی قلم سنبھالا اور قاضی صاحب کی بتائی گئی تین جگہوں پہ بے دلی سے دستخط کیے۔ جیسے جیسے وہ دستخط کرتی جا رہی تھی شاہ ویز کا خون کھولتا جا رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی اس شکنجے سے خود کو نکال نہیں پا رہا تھا۔ بچاؤ کی ہر ممکن صورت ناممکن ہو

چکی تھی۔

اب دستخط کی باری کے شاہ ویز کی تھی۔اسکے دستخط نکاح نامے پہ پا کر اس نے مایوسی سے قلم پکڑا جو قاضی صاحب نے اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

ندیم صاحب کی غصہ سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر وہ چاہ کر بھی بغاوت نہ کر پایا۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

● میرا آخر کون ہے؟

ہسپتال میں دونوں شماز کے ساتھ داخل ہوئے۔اسے مل کر علینہ کی جان میں جان آئی۔

"شکر ہے تم آگئی۔۔" اسے دیکھتے ہی وہ بولی۔"پتہ ہے وہ کب سے تمہارا پوچھ رہی ہیں۔۔"

اس نے اسے گلے لگانا چاہا لیکن وہ اس سے دور ہی رہی۔

علینہ نے اشارۃََ شماز سے وجہ جاننا چاہی، لیکن اس نے اسے پریشان ہونے سے اشارۃََ منع کیا۔

وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اسکے ساتھ آخر ہوا کیا ہے؟

اماں بی نے دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تو انکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ ''کہاں چلی گئی تھی تم؟؟'' انہوں نے اسے گلے سے لگایا، لیکن وہ مٹی کی مورت بنے انہیں بس دیکھنے لگی۔

''ہم تمہیں دور تھوڑی نا بھیج رہے تھے؟؟'' اب کے انہوں نے اسکا ماتھا چوما۔

''اللہ تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے۔۔آمین۔۔''

انکی بات پہ علینہ نے حیرانگی سے شماز کی طرف دیکھا۔ شماز نے اسے دیکھا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔

وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے باہر آئی۔

''کب ہوا یہ سب؟؟'' اس نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

''آج صبح۔۔'' وہ بے دلی سے بولا۔

"ابھی جنت ہو کر گئی ہے۔۔اس نے تو مجھے ایسا کچھ بھی نہیں بتایا۔۔" اسکی حیرانگی ابھی بھی برقرار تھی۔

"وہ اس سب میں شامل نہیں تھی۔۔"

اب کے اسکی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا۔"جنت مہر کی زندگی کے اتنے اہم فیصلے میں شامل نہیں؟ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟" اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی۔

شماز کی طرف سے گزشتہ رات ہونے والی ہر بات کو سن کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"اتنا سب۔۔اتنی جلدی۔۔یہ سب تو غلط ہے شماز۔۔۔" اس نے اسے کہا تو شماز نے مایوس کن نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"کچھ غلط نہیں ہے اس میں۔۔سوائے اس کے،مہر کا گھر سے بھاگ جانا۔۔شکر ہے شاہ ویز نے اسے اپنا لیا۔۔ورنہ ہم کسی کو منہ دکھانے کا لائق نہ ہوتے۔۔۔"

یہ کیا؟؟مجرم کو ہی مسیحا مانا جا رہا تھا۔۔ایسے کیسے ممکن ہو گیا؟علینہ کا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔اس نے چاہا کہ اس سے مزید بات کرے مگر اسکی حالت کے پیشِ نظر وہ

خاموش ہی رہی۔

☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

اماں بی ہسپتال سے گھر آچکی تھیں۔گھر میں موجود ہر صورتحال کا وہ بخوبی جائزہ لے رہی تھیں۔ کس کا کیا رویہ ہے؟؟ اور کسے کس سے مسئلہ ہے؟ انہیں سب کا لہجہ صاف سمجھ آرہا تھا۔

"میری عدم موجودگی میں ان دونوں کے نکاح کے علاوہ اور کیا ہوا ہے گھر میں ؟"علینہ انکے لیئے سوپ لے کر گئی تو انہوں نے اس سے استفسار کیا۔

"اور کیا ہو گا؟؟ نکاح ہی ہوا ہے۔۔تابینہ پھوپھو نے بتایا تو تھا آپکو۔۔" انکے سوال پہ وہ بھلے ہی پریشان ہو گئی تھی، لیکن خود کو نارمل کرتے ہوئے مسکرائی۔

"امممم۔۔تو پھر آئے کیوں نہیں دونوں ابھی تک میرے پاس؟؟ میں نے کافی دیر سے دونوں کو پیغام بھجوایا ہے۔۔ لیکن ابھی تک میرے پاس دونوں میں سے ایک بھی نہیں آیا؟؟ "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی۔۔" اس نے انجان بننے کی کوشش کی۔

"ایمل کہاں ہے؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے۔۔میں نے اسے کہا ہے کہ دونوں کو بلا کر لائے۔۔ بلاؤ اسے ذرا۔۔ میں پوچھوں ذرا اس سے۔۔" اب کے وہ اپنی بارعب آواز میں بولی۔

"جی۔۔" اس نے گلاس میں پانی ڈالا اور انکی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے انکے کمرے سے باہر آئی۔

باہر آتے اس نے ایمل کے بارے میں شماز سے پوچھا۔

"کچن میں گئی ہے۔۔" وہ ناشتہ کی میز پہ ناشتہ کر رہا تھا۔

"امممم۔۔وہ فوراً سے کچن میں پہنچی۔

"تم نے ان دونوں کو اماں بی کا پیغام نہیں دیا؟؟؟" اس نے چائے کا کپ اس کے ہاتھ سے پکڑا۔

"بول کر تو آئی ہوں۔۔ مگر مہر بھابھی نے تو۔۔" وہ افسردہ ہوئی۔

"کیا؟؟" علینہ نے سوالیہ پوچھا۔"اچھا۔۔رکو۔۔میں شماز کو چائے دے

آؤں۔۔آ کر تم سے بات کرتی ہوں۔۔"

وہ اسکے پاس سے ہوتے ہوئے باہر آئی۔چائے ناشتے کی میز پہ رکھی تو شماز نے اسے خوب گہری نظر سے دیکھا۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ پوچھ پاتا،وہ دوبارہ کچن میں واپس آئی جہاں ایمل اسکے واپس آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہاں۔۔اب بولو۔۔کیا کہا اس نے تمہیں؟؟"

"میں نے بھابھی کہا تو مجھے غصہ سے ڈانٹ دیا۔۔کہنے لگیں کہ۔۔میں تمہاری کوئی بھابھی وابھی نہیں ہوں۔۔آج کے بعد مجھے بھابھی کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔" اس نے اسکی زبانی ساری بات جوں کی توں بتائی۔

"اور؟؟" علینہ کو حیرانگی ہوئی۔

"اور کیا؟؟ میرے منہ پہ دروازہ بند کر دیا۔۔" وہ منہ بسورتے ہوئے ذرا اداسی سے بولی۔

"اور شاہ ویز؟؟؟" اس نے سوال کیا۔

"اتنی عزت افزائی کے بعد اب شاہ ویز بھائی کے کمرے میں کون جاتا؟وہاں تو اس سے

زیادہ بے عزتی ہونی تھی۔۔" وہ ذرا منہ بنا کر بولی۔

"اچھا۔۔ تم پریشان نہ ہو۔۔ میں کرتی ہوں بات۔۔" وہ وہاں سے باہر آئی تو شماز نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"سب ٹھیک تو ہے؟؟ پریشان لگ رہی ہو۔۔" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے بھرتے رکا۔

"سب ٹھیک ہے۔۔ آپ سب نے جو سیاپا ڈالا ہے،اسی کا حل ڈھونڈ رہی ہوں۔۔" اس نے اتنا کہا اور تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"علینہ رکو۔۔" اس نے ذرا اونچی آواز لگائی تو وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے رکی۔

"کیسا سیاپا؟؟ بتاؤ گی کچھ؟؟" وہ اٹھا اور اسکے پاس آیا۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسکے کمرے میں آئی تو وہ حسبِ معمول تیار ہونے میں مصروف تھا۔

"اس سے اچھا میں یہاں آتا ہی نہیں۔۔" اس نے خود سے کہا۔

"ہاں۔۔ لیکن اب تم یہاں آچکے ہو۔۔" وہ اسکے سامنے آتے ہی بولی۔

"آپ۔۔ یہاں۔۔" اس نے قدرے حیرانگی سے سوال کیا۔

"مزید یہ کہ تم اب نکاح بھی کر چکے ہو۔۔ تو اپنی ذمہ داریاں اب نہیں سنبھالو گے تو آخر کب سنبھالو گے ؟؟؟" اس نے مزید استفسار کیا۔

"بھابھی پلیز۔۔۔ میں نہیں مانتا اس سب کو۔۔" وہ اپنے ہاتھ پہ گھڑی باندھتے ہوئے الجھ کر بولا۔

اسکے سفید شفاف چہرے پہ پریشانی کی شکنیں صاف عیاں تھیں۔

"تو؟ کیوں کیا نکاح؟ کیوں کیے دستخط؟ اگر وہ تمہیں اتنی ہی بری لگتی ہے تو۔۔" وہ ذرا تلخ انداز میں بولی۔

"میں نے کب کہا وہ بری ہے؟" وہ چڑ کر بولا۔

"تو؟؟؟ پھر مسئلہ کیا ہے؟؟" قریب تھا کہ وہ اپنا سر پیٹ ڈالتی۔

"مسئلہ نہیں مسائل۔۔ اور وہ ہیں آپ لوگ۔۔ آپ لوگوں کی خود ساختہ اور من گھڑت باتیں۔۔ جس کا خمیازہ ہم دونوں بھگت رہے ہیں۔۔"

اس کی طرف سے کی جانے والی بدلحاظی بلاشبہ علینہ کے لیئے کوئی عام بات نہیں تھی۔ لیکن وہ جو کہہ رہا تھا، کیوں کہہ رہا تھا؟ وہ اس سب میں ضرور الجھ کر رہ گئی تھی۔

دوسری طرف شماز اس سے بحث میں الجھا ہوا تھا۔ ”مہر۔۔ مجھے تم سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔“ وہ مایوسی سے بولا۔

”اور مجھے بھی آپ سے اُس سب کی توقع نہیں تھی۔“ وہ ڈنکے کی چوٹ پہ بولی تو شماز نے قدرے غور سے اسے دیکھا۔

”مہر۔۔ اماں بی بلا رہی ہیں تمہیں۔۔ اس سے پہلے کہ انہیں کوئی شک ہو۔۔ بہتر ہے کہ تم۔۔“

”ہاں تو؟؟ بہتر ہے نا کہ ان کا شک یقین میں بدل جائے۔۔ وہ جان جائیں آپ سب کی اصلیت۔۔“ وہ بدتمیزی سے بولی تو شماز نے اسے آنکھوں کے کناروں کو گول کرتے ہوئے گھورا۔

”اور کیا ہے اصلیت ہماری؟؟“

”یہ تو میں انہیں ہی بتاؤں گی۔۔ کہ کیسے آپ سب نے مجھے مجبور کیا۔۔۔“ اس نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میز پہ موجود اپنے نوٹس اٹھائے، دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھا اور وہاں سے جانے لگی۔

"رکو۔۔۔ تم انہیں کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔" وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"بتاؤں گی میں۔۔ انہیں سب بتاؤں گی۔۔ اور آپ سب میں سے کوئی مجھے روک کر دکھائے تو صحیح۔۔۔" وہ اکڑ کر بولی۔

"ہاں تو انہیں یہ بھی بتانا کہ تم تابینہ پوپھو کے ہاں نہیں گئی تھی۔۔ بلکہ۔۔" وہ ادھوری بات کرتے کرتے رک گیا۔

"بلکہ؟؟؟" وہ دکھ سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شماز بھائی۔۔ آج یہ بات میں آپ سے آخری بار کہہ رہی ہوں۔۔ اللہ کا پکا وعدہ۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔" اسکے کانپتے لبوں نے اسکا ساتھ نہ دیا تو وہ رونے لگی۔

دوسری طرف علینہ نے خود کو اس سے مزید بحث کرنے سے دور ہی رکھا۔

"خیر۔۔ اماں بی بلا رہی ہیں تمہیں اور اسے بھی۔۔"

علینہ کی بات سن کر وہ اپنا بیگ اٹھاتے اٹھاتے رکا۔

"کیوں؟؟"

"کیوں سے کیا مطلب؟؟ اب عمران خان تو ہو نہیں تم۔۔کہ تمہیں بلانے کے لیئے اسپیشل نوٹس دیا جائے۔۔" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"اچھا۔۔آتا ہوں۔۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"برائے مہربانی۔۔یہ جو منہ پہ بارہ بجا رکھے ہیں اس پہ وہی وقت لاؤ، جو ابھی بج رہا ہے۔۔" وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر بولی۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

وہ اماں بی کے پاس داخل ہوا تو اسے وہاں پہلے سے ہی موجود پایا۔

اماں بی اس سے بڑے لاڈ و پیار سے باتیں کر رہی تھیں۔"کب سے بلوایا ہے میں نے۔۔"

"جی۔۔میں بس آ ہی رہی تھی۔۔" اس نے اپنا لہجہ درست کیا اور نیم انداز میں مسکرائی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''ام م۔۔کہاں ہے وہ؟؟'' انہوں نے بڑی محبت سے اسکے بارے میں دریافت کیا۔ کہاں وہ کرخت مزاج خاتون؟اور کہاں یہ نرم دلی۔۔اسے یہ سب ہضم نہیں ہو رہا تھا۔انہیں جواب دینے کے لیئے وہ اپنا گلہ صاف کرنے لگی۔

اس سے پہلے وہ جواب دیتی،شاہ ویز کو دروازے پہ کھڑا دیکھ کر اماں بی نے اسے اندر آنے کے لیئے کہا۔

''تم۔۔آؤ تم بھی۔۔ ''

وہ انکے سامنے جھکا تو اماں بی نے اسکے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔ اس نے جھکے ہوئے سر سے ایک نظر مہر کو دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔مہر نے بے پرواہی سے اسے دیکھا۔وہ اسے حتی المقدور جتنا اگنور کر سکتی تھی،اس نے کیا۔

''یہ کیا؟؟ تم دونوں کہاں جانے کی تیاری میں ہو؟؟'' اس کے ہاتھ میں بیگ تھا،تو مہر کے ہاتھ میں نوٹس۔۔

''جی۔۔یونیورسٹی۔۔'' مہر نے انہیں جیسے آگاہ کیا ہو۔

انکے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں نمودار ہوئیں۔

"یونیورسٹی سے چھٹیاں لے لو کچھ دن کی۔۔ اور تم۔۔ تمہارے باپ سے میں بات کر لیتی ہوں۔۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں تم دونوں کو۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز میں کہا۔

"لیکن۔۔ میرا آج پیپر ہے۔۔" اس نے بہانہ گڑھا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئیں۔

"جی۔۔اور میری بھی میٹینگ ہے۔۔۔" اس نے بھی فوراََ سے کہا۔

"اچھا مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔۔" اماں بی کے اگلے حکم نامے کی بو اسے محسوس ہو رہی تھی، تبھی وہ وہاں سے فوراََ اٹھی۔

"رکو۔۔۔" انکے پکارنے پہ وہ جاتے جاتے رکی۔

"کس کے ساتھ جا رہی ہو؟؟؟" انکے سوال پہ اسکے لیئے آزمائش تھی۔

"جی ڈرائیور کے ساتھ۔۔ "

"جاؤ۔۔۔" انہوں نے شاہ ویز کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ جسے وہ بخوبی سمجھ تو چکا تھا لیکن پھر بھی انجان بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جی؟؟؟"

”جی۔۔ آج سے اسکا ہر چھوٹے سے چھوٹا کام تمہاری ذمہ داری ہے۔۔ سمجھے۔۔۔“ انہوں نے یہ بات دونوں کو دیکھ کر کہی، جیسے دونوں کے اندر کچھ ٹٹولنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

”میں چلی جاؤں گی۔۔ اسے خوامخواہ زحمت ہو گی۔“ مہر نے واضح الفاظ میں ان سے کہا۔

ان سے بات کرنا، دیوار میں سر دے مارنے کے مترادف تھا۔

”شاہ ویز۔۔ ہمارے گھر کی رحمت کیا زحمت ہو گی تمہارے لیئے؟؟“ اس کے چہرے کے بدلتے زاویے انہیں بہت کچھ سمجھا رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”ن۔ نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔“ وہ ذرا رک رک کر بولا۔

”امممم۔۔ تو جاؤ۔۔ اب دیر نہیں ہو رہی؟؟“ وہ نیم انداز میں مسکرائیں تو دونوں یکے بعد دیگرے وہاں سے چلے گئے۔

”دونوں میں بزرگوں کا شرم لحاظ ہے یا بات کچھ اور ہے، جو دونوں ایک دوسرے سے کھچے کھچے سے ہیں؟؟“ ان کے جانے کے بعد وہ خود سے محوِ گفتگو ہوئیں۔ وہ ایک عمر

گزار چکی تھیں۔ اگلے کا رویہ کیسا ہے؟ وہ پل بھر میں سمجھ جاتی تھیں۔

-

-

- **مجھے آزاد کر دو**

پورا رستہ دونوں خاموش رہے۔ شاہ ویز کے موبائل پہ بار بار آنے والی کال سے ماحول میں میں پھیلی خاموشی ختم ہوئی۔ وہ بار بار کال ڈسکنیکٹ کر رہا تھا، جو اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔ لیکن پھر بھی اس نے اس سے بات کرنا گوارانہ کیا۔ جیسے جیسے وہ کال ریجیکٹ کر رہا تھا، اسکے غصے کی شدت شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی تھی۔ آخر شماز نے اسے میسج بھیجا۔

"ابا تمہارا انتظار کر رہے ہیں جلدی پہنچو۔۔۔" اس نے غصہ سے موبائل ڈیش بورڈ پہ رکھا۔

"جو گھنٹی میرے گلے باندھی ہے اسکا کیا کروں؟" اس نے نہایت کرخت انداز میں خود سے کہا۔ کیونکہ وہ یہ خود سے ہی کہہ سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یونیورسٹی کے پاس پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکی۔وہ گاڑی سے اتری تو اس نے اس سے بات کرنے کی جسارت کی۔

"مجھے کال کر دینا میں آجاؤں گا لینے۔۔"

اس نے اسکی بات کو ان سنا کیا اور گاڑی سے باہر آتے ہی، گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا کہ اسکے کان پھٹ گئے۔دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز سے وہ ہل کر رہ گیا۔اسکے اس انداز میں ہی اسکے لیئے واضح طور پہ جواب تھا۔

اس نے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا جو اب یونیورسٹی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی۔وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکا ہے۔گاڑی چلاتے ہوئے وہ صرف و صرف اس مسئلے سے نکلنے کی ترکیب کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔

☆☆☆

☆☆☆

جنت کے اٹلی جانے میں چند روز ہی باقی تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح مہر سے ملنا چاہتی تھی لیکن کوئی صورت نہیں بن پا رہی تھی۔ اگلی صبح اسکا میسج موصول ہوتے ہی اس

نے اپنا ہینڈ بیگ اور موبائل لیا اور وہاں سے ڈرائیور کے ساتھ یونیورسٹی کے لیئے نکل گئی۔

وہ یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی اسکا انتظار کرتے ہوئے خوبصورت پھولوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"سب کچھ بدل گیا۔۔ سب کچھ۔۔" اس نے آنکھیں موند کر خود سے سرگوشی کی تو اسکی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بے انتہاء اذیت سے بہہ نکلا۔

اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا اور داخلی دروازے کی جانب اپنی نظریں جما دیں۔ وہ داخل ہوئی ہی تھی، کہ مہر اپنی جگہ سے فوراََ سے ہلی۔ اسکا دھندلا چہرہ اسے واضح ہوتا گیا تو وہ اسکی جانب بھاگی اور اسکے سینے سے جا لگی۔

"جینی۔۔۔" اس سے مل کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"مہر۔۔ مہر۔۔" جنت نے اسے خود سے الگ کیا اور اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے اسے بے بسی سے دیکھنے لگی۔

"سب بدل گیا جنت۔۔ سب بدل گیا۔۔۔"

”ایم۔۔سوری۔۔میں تمہارے لیئے چاہ کر بھی کچھ نہ کر سکی۔۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ ماموں ندیم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔۔“ وہ تاسف سے بولی۔

اسکی بات سن کر اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسکی کہی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

”میں وہاں سے آنے سے پہلے انہیں سب بتا کر آئی تھی۔۔“ اس نے اسکا تجسس دور کرتے ہوئے اسے بتایا۔

”کیا؟؟“ وہ حیران ہو کر رہ گئی۔

”وہ سب جانتے ہیں؟؟ “

”ہاں۔۔ سب جانتے ہیں وہ۔۔لیکن افسوس ہے مجھے کہ انہوں نے تمہارے حق میں کچھ نہیں کہا۔۔“ وہ قدرے مایوسی اور افسردگی سے بولی۔

اسکی بات سن کر وہ مزید رو پڑی۔

جنت نے اسے سنبھالا اور لان میں موجود بینچ پر بیٹھا دیا۔

”جنت۔۔ایسے کیوں کیا تایا ابا نے؟؟ انہوں نے کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟؟“ وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بلک بلک کر رو رہی تھی۔

"یہ تو میں بھی سمجھ نہیں پائی۔۔" اس نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر وہ اسکے گلے سے لگی روتی رہی۔ وہ اتنا روئی کہ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ جنت نے اسے پانی پلایا اور پر سکون کیا۔

کچھ دیر بعد وہ نارمل ہوئی تو جنت نے اس سے مزید سوال کیا۔ "اماں بی ٹھیک ہیں؟؟"

"ہاں ٹھیک ہیں۔۔ بالکل۔۔ انکی فکر میں میری زندگی ختم کر دی سب نے۔۔"

اور وہ؟ میرا مطلب اس سے بات ہوئی؟؟" وہ ذرا رک رک کر بولی تھی۔

"نہیں۔۔ لیکن۔۔ وہی چھوڑ کر گیا ہے یہاں۔۔"

"مہر۔۔ کیسے رہو گی اس کے ساتھ؟؟" اسکی فکر بجا تھی۔

"مجھے رہنا بھی نہیں اس کے ساتھ۔۔" اس نے قطعیت سے جواب دیا۔

اس نے سمجھنے کی کوشش کی۔ "مطلب رخصتی نہیں ہوئی؟؟"

"نہیں۔۔"

''مہر۔۔مجھے تمہاری بہت فکر رہا کرے گی یار۔۔ تمہاری حالت دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔۔اور تم پہ تو یہ سب بیت رہا ہے۔۔''

''کاش۔۔یہی حال میرے اپنوں کا بھی ہوتا۔۔کاش۔۔''

''مہر۔۔میں تمہیں یہ نہیں کہوں گی کہ صبر کرو۔۔ شاید تمہیں ابھی صبر آئے بھی نہ۔۔لیکن اتنا کہوں گی کہ اتنا صبر بھی نہ کرنا کہ ظالم تمہیں مظلوم سمجھ کر تم پہ ظلم کرتا ہی جائے۔۔''

''مجھے لگتا تھا کہ۔۔میں۔۔مہر نعیم احمد اپنے لیئے ہر دیوار سے ٹکرا جاؤں گی۔۔لیکن۔۔مجھے کیا پتہ تھا؟ وہ دیوار میرے اپنے ہی ہونگے؟؟؟ جانتی ہوں کہ میرا قصور بہت بڑا ہے۔۔لیکن وہ بھی تو اس میں برابر کا حصے دار تھا۔۔پھر مجھے ہی کیوں سزا سنائی گئی؟؟ اسے کیوں نہیں؟ اسے کیوں نہیں؟؟''

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

یونیورسٹی کے باہر تقریباً آدھے گھنٹے سے کھڑا وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"اسکے ساتھ جو کچھ بھی تم نے کیا ہے۔یہ مت بھولنا کہ میں بھول چکا ہوں۔۔اب کے اسکے ساتھ تم نے کچھ بھی برا کیا تو ایک بات یاد رکھنا۔۔اسکا قرض تمہاری ماں کو چکانا ہو گا۔میرا احترام تو تمہارے دل میں ہے ہی نہیں لیکن اپنی ماں کی عزت تو کرتے ہو نا؟" آفس میں داخل ہوتے ہی انکی نصیحت آمیز دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

"اور سب سے اہم بات! اماں بی کے لیئے کسی بھی قسم کا سٹریس،انکی جان لے سکتا ہے اور اگر تمہارے کسی عمل سے میری ماں کو سٹریس پہنچا تو اپنا انجام سوچ لینا تم۔۔"

جیسے جیسے ندیم صاحب کی باتیں اسکے دماغ پہ حاوی ہوتی جا رہی تھیں۔ویسے ویسے وہ غصے سے آگ بگولہ ہو رہا تھا۔

"نہ کال اٹھا رہی ہے اور نہ ہی باہر آ رہی ہے۔۔" وہ غصہ سے بھرا ہوا تھا۔

اسی اثناء میں ایمل کی کال پہ وہ ذرا نارمل ہوا۔

"بھائی آتے ہوئے پریذنٹیشن پیپجز تو لیتے آیئے گا۔۔ان پہ نوٹس بنانے ہیں مجھے۔۔" اسکے فون اٹھاتے ہی اس نے فرمائش ڈال دی۔

"او۔کے۔۔مہر کو یونیورسٹی سے لیتے ہی۔۔" اس سے پہلے وہ فون رکھتی، اس کی بات

پہ وہ رکی۔

"کسے؟ مہر بھابھی کو؟ وہ تو کب کی گھر آ گئی ہیں۔۔" اس نے اسے اطلاع دی تو اس نے اپنا فون رکھ دیا۔

"عجیب ہے یہ۔۔ نجانے یہ لڑکی میرے کس گناہ کی سزا ہے؟؟" وہ ہاتھ کی پشت کو گاڑی کے شیشے پہ مار کر بولا۔ شیشہ تو ٹوٹنے سے بچ گیا، لیکن اسکے ہاتھ میں شدید درد ہونے لگا تھا اور اسکی آنکھیں بے حسی اور اذیت سے سمندر کی مثل بھر سی گئیں۔ جن میں طوفان آنے سے پہلے گہری خاموشی صاف عیاں تھی۔

وہ گھر آیا تو نعیم صاحب نے اسے بڑے لاڈ سے گلے لگایا۔ وہ سیکنڈ فلور کے کاریڈور سے کھڑی یہ منظر دیکھ کر اندر ہی اندر جل کڑھ رہی تھی۔

"پاپا۔۔ آپ میرے سر پہ تو محبت بھرا ہاتھ نہ رکھ سکے۔۔ لیکن اپنی بیٹی کے دشمن کے ساتھ۔۔۔" وہ زیر لب قدرے دکھ سے خود سے بولی۔

وہ بمشکل ہی ان کا اپنا پن برداشت کر پایا تھا۔ اس نے ان سے جان چھڑوائی اور فوراً سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والے کمرے کی جانب بڑھا۔ جوں ہی اسکا دھیان مہر پہ پڑا، اسکا

سفید شفاف چہرہ غصہ سے لال ہو چکا تھا۔مہر نے لاپرواہی سے اسے دیکھا، جیسے اسے دھتکار رہی ہو۔اور وہاں سے تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا بیگ ایک سائیڈ پہ پھینکا اور خود کے ساتھ الجھنے لگا۔

"کیا مصیبت ہے یہ؟؟؟"

ایمل نے دروازے پہ دستک دی تو اس نے ذرا نارمل ہوتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہاں آجاؤ۔۔"

"بھائی چائے پہ سب انتظار کر رہے ہیں آپکا۔۔اماں بی کب سے آپ کا پوچھ رہی ہیں۔۔"

"ابھی تو آیا ہوں۔۔کیا ایک لمحے کے لیئے بھی مجھے اس گھر میں سکون نہیں مل سکتا کیا؟؟؟"وہ غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

"بھائی۔۔اس قدر خراب موڈ کیوں ہے آپکا؟کچھ ہوا ہے کیا؟؟"اس نے سادگی سے پوچھا تو وہ مزید چڑا۔

"اور کچھ ہونا باقی ہے ؟؟ پاگل ہو جاؤں گا میں ۔۔ تنگ کرر کھا ہے ابا نے اور انکی دھمکیوں نے ۔۔ اور اوپر سے یہ عذاب ۔۔ مہر ۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"دھمکی ؟؟ کیسی دھمکی ؟؟" اس نے سمجھنے کی کوشش کرنا چاہی۔

"کچھ نہیں ۔۔ تم جاؤ ۔۔ انہیں بول دو کہ میں سو رہا ہوں ۔۔" اس نے اسے بہانہ بتا تو دیا مگر اگلے ہی لمحے ندیم صاحب کے سوالات سے بچنے کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور اسکے آگے آگے چل دی۔

وہ باہر آیا تو نیچے لاؤنج میں سبھی گھر والے ایک ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ وہ خراماں خراماں قدم بڑھاتے ہوئے سیڑھیاں اترا، سب کو سلام کیا اور ندیم صاحب کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا۔

"سناؤ ؟ کیسا رہا دن ؟" نعیم صاحب نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ۔۔ چچا جان ۔۔ ٹھیک ۔۔ "

"ہم لوگ تم دونوں کی شادی کی رسم کا سوچ رہے ہیں ۔۔" ان کی اگلی بات سن کر وہ تو جیسے سکتے میں آ گیا۔ مہر جو سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھی، انکی بات سن کر اس کے پاؤں،

وہیں منجمد ہو کر رہ گئے۔

"ہاں۔۔تم دونوں کا نکاح میرے سامنے نہ سہی مگر،شادی کی رسم میرے سامنے ہو گی تو میرے اس بے چین دل کو ذرا سکون آجائے گا۔۔ "

انکی بات پہ سب نے انکی طرف دیکھا۔

"اماں بی۔۔آپ بے چین کیوں ہیں؟؟"ندیم صاحب کا دل دھل کر رہ گیا۔

"بس پتہ نہیں۔۔مہر کے چہرے پہ ویسی خوشی نہیں ہے، جیسی ہونی چاہیئے۔۔شاید اس لیئے کہ اسکا نکاح تم لوگوں نے سادگی سے کر دیا۔۔"انکے اندازے پہ سبھی حیران تو تھے مگر انکے اگلے خود ساختہ اندازے پہ مہر کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا۔

"مہر آپی۔ آیئے نا۔۔"ایمل نے چائے کی ٹرے میز پہ رکھی تو اسکا دھیان اسکی طرف پڑا جو سیڑھیوں کی گرل کو پکڑے کھڑی تھی۔

"ہاں۔۔آؤ۔۔"اماں بی نے اسے پکارا۔

وہ انکے پاس گئی تو انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر پھیرا۔

"سدا سہاگن رہو۔۔"انکی طرف سے دی جانے والی دعا،اسکے لیئے دعا نہیں بلکہ بددعا

تھی،ایسی بد دعا جس سے وہ ہر ممکن صورتحال چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔

"یہاں۔۔میرے سامنے بیٹھو دونوں۔۔" ان کی فرمائش پہ شاہ ویز کا جی چاہا کہ وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والی کا سر پھاڑ دے۔۔اور ایسا ہی کچھ حال مہر کا بھی تھا،جب اماں بی نے دونوں کو ایک ساتھ بیٹھنے کا حکم نامہ جاری کیا۔

"علینہ۔۔مٹھائی لے آؤ۔۔"علینہ نے شوگر پاٹ میز پہ رکھا اور انکے حکم پہ عمل کرتے ہوئے فریج سے مٹھائی نکال کر لائی۔

"ابھی رمضان میں چند روز باقی ہیں۔۔لیکن۔۔"وہ کہتے کہتے رکی اور کچھ دیر توقف کے بعد بولیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عید کے دوسرے روز شادی کی رسم ہو گی۔۔"آخر انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔

"جی۔۔بہتر۔۔"ندیم اور نعیم صاحب نے انکی ہاں میں ہاں ملائی۔

زیبا کا سارا دھیان مہر پہ تھا جو شاہ ویز کے برابر میں بیٹھی غصہ سے اپنی انگلیاں کاٹ رہی تھی۔جبکہ سامعیہ نے ایک نظر شاہ ویز کو دیکھا جس کی ناک غصہ سے سرخ ہو چکی

تھی۔

"چلو بھئی منہ میٹھا کرو۔۔"نعیم صاحب اٹھے اور باری باری سب کے سامنے مٹھائی کی پلیٹ کرتے ہوئے مسکرا دیئے۔

انہوں نے برفی کا ایک پیس اٹھایا اور شاہ ویز کا منہ میٹھا کروایا،اسکے برابر میں بیٹھی مہر کے سامنے مٹھائی کرتے ہی انہوں نے برفی کا ٹکڑا اسی پلیٹ میں واپس رکھ دیا تاکہ انہیں مہر کو کھلانا نہ پڑے۔

انہوں نے پلیٹ کو میز پہ رکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکے اس عمل سے تقریباً سبھی حیران تھے۔اماں بی نے ماتھے پہ تیوری چڑھاتے ہوئے نعیم کو دیکھا،جو انہیں مہر سے کچھ کھچا کھچا سا محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟؟"انہوں نے زیبا سے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں۔۔"وہ زبردستی ہی مسکرا پائی تھی۔

"تو یہ نعیم۔۔مہر سے۔۔"انکی الجھن،انکے چہرے پہ واضح تھی۔

"نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔مہر کو برفی کہاں پسند ہے؟؟نہیں تو وہ اسے کھلا

دیتے۔۔"اس کی من گھڑت بات پہ وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولیں۔

"مہر۔۔ "

"جی۔۔"انکے پکارنے پہ،اس نے فوراََ سے "جی" کہا۔

"تم خوش ہونا؟"انہوں نے یقین کی غرض سے پوچھا۔

سوال بھلے ہی انہوں نے کیا تھا، مگر گھر کے سب افراد اسکے جواب کے منتظر تھے۔

اس نے انکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ضبط کے باوجود اسکی آنکھیں بھر آئیں تو وہ پریشان ہوئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکا سوال انکے کان میں پڑ چکا تھا، تبھی وہ فوراََ کمرے سے باہر آئے۔

"اماں بی۔۔ بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟ کیوں خوش نہیں ہو گی بھلا۔۔"نعیم صاحب نے بات کا رخ بدل کر مہر کو اشارۃََ وہاں سے جانے کے لیئے کہا۔

تین چار روز بعد انہوں نے اس پہ نگاہ ڈالی تھی۔انکا دیکھنا ہی تھا کہ وہ فوراََ وہاں سے اٹھی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں آ گئی۔

"اسے کیا ہوا؟"انہوں پریشانی سے استفسار کیا۔

"شرما گئی ہے۔۔"انہوں نے گویا بات کورخ دوبارہ بدلا۔تو وہ چپ چاپ سب کا منہ دیکھنے لگیں۔

گھر کے سبھی افراد ہی تقریباًان سے نظریں چرا رہے تھے۔اور وہ سبھی کی آنکھوں میں چھپا راز ڈھونڈ رہی تھیں۔وہ سمجھ چکی تھیں کہ کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہے۔۔مگر کیا ہے؟یہ وہ چاہ کر بھی پتہ نہیں لگا پا رہی تھیں۔

*****

دیر رات وہ اماں بی کی باتوں کو سوچتا رہا۔مہر کا بدلا تاثر انہیں ایک الگ ہی کہانی بیان کر رہا تھا۔اگر انہیں کسی بھی چیز کی بھنک لگ جاتی تو وہ مشکل میں آ سکتا تھا۔

وہ اس قدر الجھ رہا تھا کہ گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز اسکے کانوں میں زہر گھول رہی تھی ،جس سے وہ بیزار ہونے لگا تھا۔ابھی وہ ایک ٹک ٹک سے بیزار تھا کہ اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ بیپ ہوئی۔

"باہر آؤ۔۔لاؤنج میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔"اسکی طرف سے دھمکی آمیز میسج کیا گیا،جسے سن کر وہ اٹھ بیٹھا۔

"میں جانتی ہوں۔۔ تم جاگ رہے ہو۔۔ اس سے پہلے میں آؤں۔۔ بہتر ہو گا کہ تم ۔۔۔"اس نے ادھورا میسج کرتے ہوئے اسے صاف اور واضح انداز میں دھمکی دی تھی۔

اسکے دونوں میسج پڑھتے ہی وہ آگ بگولہ ہو کر رہ گیا۔

"عذاب۔۔ عذاب نہیں بلکہ عذاب الیم ہے یہ۔۔" وہ اپنے ساتھ ہی الجھ رہا تھا۔

دوسری طرف وہ لاؤنج میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ وہ گہرے اندھیرے میں روشن ہوئے پیلے بلب کو بغور دیکھ رہی تھی۔ پورے گھر میں کافی گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ اب اسے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے، اسکے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ لیکن پھر بھی اس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ وہ سیڑھیاں اترا اور دھیرے دھیرے اسکے قریب آیا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟؟ رات کے اس پہر تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟؟"

لاؤنج میں موجود خاموشی کا سکوت ٹوٹا۔

وہ خاصا سیخ پا ہوا۔ عین ممکن تھا کہ وہ غصہ سے چیختا مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

دوسری طرف وہ بڑے سکون سے اٹھی اور اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ خاموشی اسکے لبوں پہ ابھی بھی برقرار تھی۔ جس سے وہ مزید چڑ گیا تھا۔ "یہاں رات کے اس پہر کسی نے ہمیں دیکھ لیا تو تمہیں اندازہ ہے کہ کیا ہو گا؟؟" وہ ذرا آہستہ آواز میں بولا مگر اس کا چہرہ غصے سے خاصا سرخ ہو چکا تھا۔

طنزیہ مگر زخمی مسکراہٹ اسکے لبوں پہ آرکی تھی۔ وہ اسکے قریب آکھڑی ہوئی۔

"کیوں؟؟ نکاح میں ہوں تمہارے۔۔ کسی بھی وقت، کہیں بھی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتی اس نے اس کی بات کاٹی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شٹ اپ۔۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔" وہ اس سے چند قدم دور ہوا۔

"زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں۔۔ تمہارے باپ کی وجہ سے یہ سزا کاٹ رہا ہوں میں۔ مجھے کوئی شوق نہیں تھا تم سے نکاح کرنے کا۔ "

"سزا۔۔ہا۔ہا۔ہا۔۔" اسکی بات سن کر وہ اذیت سے مسکرائی تو اس نے جواب مانگتی نظروں سے اسے گھورا۔

"مسٹر شاہ ویز ندیم احمد۔۔۔ تو؟ سزا سے نکل آؤ۔ دے دو طلاق مجھے۔۔" اس نے

بڑے آرام سے کہا، جیسے بڑی ہی کوئی عام بات ہو۔

اسکے الفاظ سنتے ہی اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔۔اور سانس پھول سا گیا۔

"کیوں؟؟کیا ہوا؟"اس نے طنزیہ کہا۔

"نہ تو تم مجھے پسند کرتے ہو۔۔اور نہ ہی میں تمہیں۔۔تو پھر اس رشتے کا مقصد؟؟"وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔

"پاگل ہو تم؟؟؟یہ سب اتنا آسان نہیں۔۔بہتر تو یہ تھا کہ تم اس سجیل کے ساتھ آئی ہی نہ ہوتی۔۔"وہ ذرا آہستہ سے دانت پیس کر بولا تو اس نے ترس کھا کر اسکی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"افسوس ہے تم پہ۔۔اور افسوس ہے تمہارے مرد ہونے پہ۔۔۔"اسکی آنکھیں اسے وحشت دلا رہی تھیں۔

"خود تو یہ تسلیم کر نہ سکے کہ تم ہی تھے جس نے مجھے گھر سے جانے کا مشورہ دیا۔۔اور جس نے مجھے اس رات بحفاظت گھر پہنچایا اس پہ الزام؟"اس کی آواز بھرا سی گئی۔

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ قدرے تحمل سے اسکی بات سنتا چلا گیا۔

"کاش۔شاہ ویز۔کاش۔تم سب کو بتادیتے کہ میں گھر سے بھاگی نہیں تھی بلکہ تم نے مجھے فیصل آباد جانے کا کہا۔۔تمہیں سب معلوم تھا۔۔کیوں نہیں کہا سب سے؟؟"

اس کی آواز ذرا اونچی ہوئی تو وہ اسکے قریب آیا۔

"ذرا آہستہ۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور پھر مزید بولا۔

"زیادہ بھاؤ کھانے کی ضرورت نہیں۔۔کہا تھا ساتھ دوں گا۔۔یہ نہیں کہا تھا کہ تم مجھے پھنساؤ گی تو تمہارا ساتھ دوں گا۔۔"اس نے یکدم ہی پینترا بدلا تھا۔

"تم سے زیادہ چیپ انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔تمہاری وجہ سے، میرا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی، میں میرے سب گھر والوں کی نظروں سے گر گئی ہوں۔۔میرے پاپا۔۔وہ تو میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہے۔۔"آخر اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بے انتہاء اذیت سے بہا تو اس کے اندر ندامت کی ہلکی سی لہر پیدا ہوئی۔

"اور تم۔۔تم سب کی نظر میں ہیرو بن گئے۔۔میرا قصور تمہاری حقیقت جانتے ہوئے بھی، صرف تم پہ اعتبار کرنا تھا۔۔"وہ سسک کر بولی۔

"خیر۔۔مجھے ابھی اور اسی وقت چھوڑ دو۔۔"اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بولی تو وہ گہری سوچ میں محو ہوا۔

"اسکے ساتھ جو کچھ بھی تم نے کیا ہے۔یہ مت بھولنا کہ میں بھول چکا ہوں۔۔اب کے اسکے ساتھ تم نے کچھ بھی برا کیا تو ایک بات یاد رکھنا۔۔اسکا قرض تمہاری ماں کو چکانا ہو گا۔میرا احترام تو تمہارے دل میں ہے ہی نہیں لیکن اپنی ماں کی عزت تو کرتے ہو نا؟"

"اور سب سے اہم بات! اماں بی کے لیئے کسی بھی قسم کا سٹریس،انکی جان لے سکتا ہے اور اگر تمہارے کسی عمل سے میری ماں کو سٹریس پہنچا تو اپنا انجام سوچ لینا تم۔۔"

ندیم صاحب کی کہی ایک ایک بات اسکے دماغ میں گردش کرنے لگی تھی۔اسکے ہاتھ پاؤں تقریباً ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

"شاہ ویز۔۔کچھ کہہ رہی ہوں میں۔۔خود کو آزاد کر دو نا اور مجھے بھی۔۔پلیز۔۔آزاد کر دو اس سزا سے۔خدا کے لیئے۔۔مجھے طلاق دے دو۔۔کہو تین لفظ اور مجھے اور خود کو اس عمر قید سے رہائی دے دو۔"وہ اسکے سامنے کھڑی گڑگڑائی۔

اس نے نظر بھر کر اسکی طرف دیکھا۔وہ مہر جو مضبوط نظر آتی تھی،وہ کیسے اسکے سامنے کمزور پڑ گئی؟وہ اس سے چھٹکارا تو چاہتا تھا مگر اسکے باپ کے کہے لفظوں نے تو جیسے اسکی زبان پہ تالے ڈال دیئے تھے۔

"سن رہی ہوں میں۔۔تم کہو۔۔"وہ آنکھوں کو بند کیے،اس سے التجائیہ انداز میں بولی۔

اس نے کچھ کہنے کے لیئے جوں ہی لب کھولے ہی تھے کہ لاؤنج میں موجود بڑا بلب روشن ہوا،جس سے پورے لاؤنج میں دن جیسا اجالا ہو گیا۔

وہ سایہ جو پچھلے دس منٹ سے انکی باتیں قدرے انہماک سے سن رہا تھا،آخر کمرے کے دروازے سے باہر آیا جس کی آواز نے دونوں کی گفتگو کے درمیان خلل پیدا کر دیا۔

● حقیقت!

"چپ کر جاؤ۔۔ کوئی شرم لحاظ باقی نہیں رہا تم لوگوں میں؟" ان کی زوردار آواز لاونج میں گونجی تو دونوں سہم کر رہ گئے۔

وہ لاٹھی کا سہارا لیئے بمشکل ہی کھڑی تھیں۔

"اماں بی! آپ۔۔" شاہ ویز کا سانس خشک ہو کر رہ گیا۔ دوسری طرف مہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"میرے کمرے میں آؤ۔۔" اب کے انہوں نے ذرا آہستگی سے کہا مگر حکم واضح صاف اور واضح جھلک رہا تھا۔

دونوں انکے قدموں کی پیروی کرتے کرتے انکے کمرے میں آئے۔

شاہ ویز نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ جواباً اُس نے بھی تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں تو کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کے درمیان؟؟" وہ لاٹھی کا سہارا لیئے دیوان کے پاس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑی تھیں۔

"اماں بی! پلیز بیٹھ جائیں۔۔آپ کی طبیعت پہلے ہی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا، انہوں نے آنکھیں گول کرتے ہوئے شکایتی انداز سے دونوں کو خوب گھورا۔

"میری طبیعت کا اگر تم دونوں کو ذرا سا بھی احساس ہوتا تو رات کے اس پہر تم لوگ۔۔"وہ دکھ سے بولیں۔

"نہیں۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔۔ہم تو صرف بات ہی کر رہے تھے۔۔"شاہ ویز نے بات کو چھپانا چاہا۔

"بات۔۔بات یا فیصلہ؟؟"اب کے مہر کا سانس بھی پھول سا گیا۔

"کیا تم دونوں کا نکاح زبردستی کیا گیا ہے؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولیں تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اس سے پہلے مہر کچھ بولتی شاہ ویز تیزی سے بولا۔

"اماں بی۔۔پلیز بیٹھ جایئے۔۔"اس نے مکرر کہا جس پہ وہ اسے کاٹ کھانے کو بولیں۔

"اتنا دَم ہے مجھ ادھیڑ عمر بڑھیا میں کہ تمہاری حقیقت سن کر کم از کم زمین پہ نہیں گروں گی۔۔" انہوں نے اسکے اپنے آگے بڑھتے ہاتھوں کو ایک ہی جھٹکے سے پیچھے کیا تو اسکی گھڑی اتر کر زمین پہ گرتے ہوئے، انکی کرسی کے نیچے جا گری۔

"مہر۔۔ تم بتاؤ مجھے۔۔ جو کچھ میں نے سنا ہے سب سچ ہے کیا؟؟" وہ لاٹھی کو زمین پہ مضبوطی سے ٹکائے بولیں۔

مہر نے ایک نظر اٹھا کر انکی طرف دیکھا جو انکی جواب کی منتظر تھیں تو دوسری نگاہ شاہ ویز پہ ڈالی جو آنکھوں کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ رہا تھا۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں۔۔ مہر۔۔" وہ اسکے قریب آ کر ذرا اونچا بولیں تو وہ خوفزدہ ہو کر رہ گئی۔ خوف میں اسکے منہ سے کچھ نکل نہ پایا سوائے "جی" کے، جو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بمشکل ہی کہا تھا۔

"آج تمہیں کسی کا خوف نہیں ہونا چاہیئے۔۔ کیونکہ تم میرے سامنے ہو۔۔ میں تمہاری بات سنوں گی بھی اور تمہیں ان سب کے ڈھائے ہوئے ظلم سے نکالوں گی بھی۔۔" انہوں اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے، اپنے مضبوط سہارے کا احساس دلایا۔

"تابینہ کے بعد۔۔اب تم۔۔ میں اپنی بچیوں کے ساتھ کسی قسم کا ظلم نہیں ہونے دوں گی۔۔" انکی آنکھیں بھر آئیں اور آواز بھرا سی گئی تو مہر نے انکا ہاتھ پکڑ کر انہیں کرسی پر بٹھایا۔

"ایک غلطی ہوئی تھی مجھ سے۔۔اپنی بیٹی کی بات نہ سن کر۔۔ لیکن یہ سب اب دہرایا نہیں جائے گا۔۔"

ان کے لہجے میں ندامت عیاں تھی۔

"اماں بی۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔آپ خوامخواہ پریشان۔۔" اس نے پھر سے بولنے کی کوشش کی تو وہ جھنجھلائیں۔

"میں نے تم سے کچھ نہیں پوچھا۔۔ تم کچھ بتانا ہی چاہتے ہو تو صرف اتنا بتاؤ۔۔کیا تم نے اسے گھر سے بھگایا؟؟" انہوں نے دوٹوک بات کی۔

اسکا سانس پھولنے لگا تھا اور جسم پریشانی سے پسینے میں شرابور ہونے لگا۔

"اماں بی۔۔اصل میں۔۔وہ۔۔۔"

"ہاں یانا؟؟"انہوں نے اسے مزید بحث سے روکا۔

اس نے ایک نظر مہر کو دیکھا جو قدرے طمانیت سے اماں بی کے پاس بیٹھی اسکے جواب کے انتظار میں تھی۔تو دوسری نظر اماں بی پہ ڈالی جن کی گہری کالی آنکھیں اسے وحشت دلا رہی تھیں۔

اس نے مجرموں کی طرح اثبات میں سر ہلایا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔"وہ حکمیہ انداز میں بولیں۔

"مگر۔۔آپ۔آپ میری پوری بات تو۔۔"وہ کانپتے ہوئے بولا۔

"بولو۔۔۔کیا ہے تمہاری پوری بات؟؟ "وہ قدرے سکون سے سوالیہ انداز میں بولیں۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا مہران سے التجائیہ انداز میں بولی۔

"یہ جھوٹ بولے گا آپ سے۔۔اماں بی!اس کی کوئی بات مت سنیئے گا ۔۔پلیز۔۔اماں بی۔۔۔یہ پھر سے ایک نئی کہانی بنا دے گا،جیسے اس نے جنت کی دفعہ بنائی تھی کہ وہ گھر سے بھاگ گئی ہے۔۔جبکہ ایسا نہیں تھا۔۔وہ گھر سے ہر گز بھاگی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں تھی۔۔بلکہ وہ تو اسے اسکی محبت اسکے منہ پہ مارنے کے لیئے گئی تھی،تاکہ وہ جہانگیر بھائی کے ساتھ سینسیئر ہو کر رشتہ قائم کر سکے۔۔"وہ بے ضبط بولتے ہوئے ،بے اختیار رو دی۔

اسکے ایک ایک انکشاف پہ اماں بی حیران تھیں۔

"اماں بی۔۔ سجیل نے بھی کچھ غلط نہیں کیا تھا۔۔اس نے جنت کو اس رات اپنے گھر آنے پہ بھی واپس بجھوا دیا تھا۔اسکے دل میں کوئی میل نہیں تھا۔۔اگر ہوتا تو وہ جنت کو وہیں روک رکھتا۔اماں بی! کدورت اگر کسی کے دل میں تھی تو اسکے۔۔۔"وہ اسکی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

اسکی ایک ایک بات پہ وہ ہکا بکا رہ گیا۔وہ حیران تھا کہ آخر وہ کیسے اتنا سب ایک ساتھ بول سکتی ہے؟

"اور اماں بی۔۔وہ سجیل ہی تھا،جو مجھے فیصل آباد سے لے کر آیا۔۔ میں یہاں آئی تو اس نے سارا الزام مجھ ہی پہ ڈال دیا۔۔اور خود بری الذمہ ہو گیا۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکا ایک ایک انکشاف اماں بی کے دل پہ قیامت کی طرح ثابت ہوا تھا۔

"ابھی بھی تمہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے؟؟"انہوں نے اسکی طرف خوب گہرے غور سے نگاہ ڈالی، جو ان سے نظریں چرا رہا تھا۔

"اماں بی۔۔مجھے اس کے نکاح میں نہیں رہنا۔۔ اماں بی پلیز۔۔ میں نے آپکو بتانے کی بہت بار کوشش کی لیکن مجھے سب گھر والوں نے۔۔"اسکے ہاتھ کی چوڑیاں کرسی سے جا لگیں تو زمین پہ بکھر گئیں، جس کی اس نے پرواہ نہ کی۔

وہ انکی گود میں سمٹ آئی۔

وہ مہر جوان سے گھبرا جایا کرتی تھی، ڈر جایا کرتی تھی، آج انکے گلے لگ کر خوب زار و قطار سے رو رہی تھی۔اور انکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی۔۔کسی کے ساتھ بھی نہیں۔۔"انہوں نے اسکا ماتھا چوم کر اسکے آنسو صاف کیے۔

دوسری طرف انکی نگاہیں شاہ ویز پہ تھیں، جو انکے قریب آ رہا تھا۔

"اماں بی۔۔پلیز۔۔مجھے ایسے تو نہ دیکھیئے۔۔"وہ انکے گھٹنوں کو پکڑے بولا۔ "مجھے معاف کردیں۔۔پلیز۔۔"

"تمہاری ہر غلطی کو میں نے تمہارا بچپنا سمجھ کر معاف کیا ہے۔۔ لیکن یہ غلطی ۔۔ غلطی نہیں ہے۔۔گناہ ہے۔۔تم نے میری معصوم بچیوں کی زندگی کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا ہے۔۔ورغلایا ہے مجھے۔۔"وہ اس سے پیچھے کو ہولیں۔

وہ مجرموں کی طرح انکے سامنے بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

"کوئی ایسا فیصلہ نہ کیجیئے گا کہ میری امی کی زندگی۔۔"وہ کمزور ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"ایک اور نیا بہانہ ہے اس کا۔۔اسے نہ تائی جی کا خیال ہے اور نہ کسی اور کا۔۔"اس سے پہلے مہر اپنی بات پوری کرتی اماں بی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"پوری بات بتاؤ لڑکے۔۔ تمہاری ماں کا اس سب میں کیا؟؟؟"انہوں نے تیکھے لہجے میں استفسار کیا۔

"ابا نے کہا کہ اگر۔۔"اس نے انکی زبانی ساری بات تفصیلی طور پہ انہیں بتائی تو وہ

گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

دوسری طرف مہر کو اس پہ رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا، نہیں تو وہ اسکے منہ پہ زوردار طمانچہ مارتی کہ اسے ساری قسمیں یاد آ جاتیں، جو کبھی اس نے اسکے سامنے بھی کھائی تھیں۔

****

***

" کیسی ہیں جانِ جانو۔۔ پاکستان جا کر بھول گئی ہیں کیا؟؟" جہانگیر آفس سے فارغ ہوا تو واپسی پہ ڈرائیو کرتے وقت اس سے کال پہ محو گفتگو ہوا۔

"آپ کو بھول جانے کا جرم نہیں کر سکتی میں۔۔"وہ شرارتی انداز میں بولی۔

"ام م۔۔یہ جرم کبھی کرنا بھی نہیں۔۔ عمر قید سناؤں گا سیدھا۔۔۔"وہ حسبِ معمول نارمل انداز میں بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"ہر سزا سر آنکھوں پہ۔۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"ام م۔۔تو دھیرے دھیرے مجھ جیسی ہو رہی ہیں آپ۔۔ گڈ چینج۔۔"اس نے

اسے سراہا۔

"اور بتائیے۔۔کیسے ہیں وہاں سب ؟اماں بی کی طبعیت کیسی ہے اب؟ "

"سب ٹھیک ہیں۔اور اماں بی بھی بہتر ہیں اب۔۔ان شاءاللہ دو تین روز تک آجاؤں گی۔۔" اسکی بات سن کر وہ خوشی سے پھولے نہیں سمار ہا تھا۔

"لیکن کب؟میں پلین ٹکٹ کنفرم کروادیتا ہوں۔۔"

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ڈیڈی ہیں نا یہاں۔۔وہ کروادیں گے۔۔آپ بس سرپرائز کا انتظار کریں۔۔"وہ شوخ انداز میں بولی تو وہ رشکیہ انداز میں مسکرایا۔

"ٹھیک ہے جناب۔۔ ویسے ممی بہت خوش ہیں تم سے۔۔"

"اور ممی کا بیٹا۔۔"وہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"وہ تو آپکے عشق میں سر سے پاؤں تک گرفتار ہو چکا ہے مسز۔۔"وہ خمار آلود لہجے سے بولا تو وہ لجائی سے مسکرا دی۔

****

******

جب سے اسکا نکاح ہوا تھا، وہ سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔ صبح اتوار تھا، یہ جانتے ہوئے وہ صبح دیر تک سوتی رہی۔ گھر میں کیا کہرام برپا ہونے والا ہے اس بات سے بے خبر وہ بڑے سکون سے نیند کی چادر اوڑھے سو رہی تھی۔ یہ نیند شاید اسکی زندگی کی آخری پر سکون نیند تھی۔ اماں بی سے بات کرنے کے بعد وہ بہت حد تک پر سکون ہو چکی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اسے نیند بھی بے حد سکون سے آئی تھی۔

ابھی صبح کے دس بجے ہی تھے کہ علینہ کمرے کا دروازہ زور زور سے پیٹنے لگی۔ وہ دنیا ومافیہا سے بے خبر سو رہی تھی۔ جوں ہی دستک نے زور پکڑا تو وہ بیڈ پر سے اٹھ بیٹھی۔

دروازہ جس طرح بج رہا تھا۔ اس سے اسکا دل بند ہونے لگا تھا۔ آخر خود کو سنبھالتے ہوئے، اس نے اپنے بکھرے بال باندھے اور کمرے کا دروازہ کھولا۔

"کیا ہو گیا ہے بھابھی؟؟ اتوار والے روز بھی کیا سکون سے سو نہیں سکتے یہاں؟" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولی۔

"تمہیں سکون کی پڑی ہے۔۔ غضب ہو گیا ہے گھر میں۔۔" علینہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

وہ دروازے پہ ہی کھڑی رہی۔نہ اسے اندر آنے کا کہا اور نہ خود اندر کی طرف پلٹی۔

"غضب تو ہو ہی رہا ہے یہاں۔۔کوئی نئی بات؟؟"اسکی بے باکی پہ علینہ ششدر تھی۔

"کم از کم۔۔آج تو زہر نہ اگلو۔۔"وہ تاسف سے بولی تو وہ طنزیہ مسکرائی۔ "اماں بی! انکی حالت۔۔"اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے تھے، تبھی وہ مسکرائی۔

"اوہ! تو یہ سب تو ہونا ہی تھا۔۔گھر والوں کو کیا لگا کہ انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے؟ اب اماں بی انہیں بتائیں گی۔۔"وہ ڈھنکے کی چوٹ پہ بولی تو علینہ کے چہرے پہ حیرت کے آثار اور نمایاں ہوئے۔

"تو تمہاری وجہ سے؟؟"وہ سمجھ چکی تھی کہ اصل بات کیا ہے؟

"انہیں ایک نہ ایک روز تو سب پتہ چلنا ہی تھا۔۔خیر مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔اب گھر والے جانیں اور اماں بی۔۔"وہ کندھوں کو اچکائے ہوئے بولی۔

"خیر! بہت نیند آرہی ہے مجھے۔۔جائیں یہاں سے۔۔"وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بڑی بے نیازی سے بولی اور کمرے کی طرف واپس کو ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ شاید اس دنیا میں نہیں رہیں۔۔" وہ فوراً سے بولی۔

اسکے جاتے قدم رک سے گئے۔اس نے علینہ کو یکدم پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

علینہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔مہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔وہ بے حس و حرکت اسکا چہرہ دیکھنے لگی، جس نے اسے یہ خبر سنائی تھی۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، فوراً سے سیڑھیاں اترتے ہوئے بھاگی بھاگی انکے کمرے میں آئی۔اسکے کندھوں پہ پھیلا دوپٹہ سیڑھیاں اترے ہوئے وہیں جا گرا۔

علینہ نے فوراً سے اسکا دوپٹہ اٹھایا اور بھاگی بھاگی اسکے پیچھے آئی۔

اسکی نگاہیں صرف اماں بی کی ہی طرف تھیں جن کا اس وقت ڈاکٹر چیک اپ کر رہا تھا۔علینہ نے فوراً سے آگے بڑھ کر اسکے کندھوں تک دوپٹہ پھیلا یا۔

گھر کے تمام افراد انکے گرد دائرہ بنائے،ڈاکٹر کی طرف سے دی جانے والی اطلاع کے انتظار میں کھڑے تھے۔اسکے ہاتھ پاؤں پسینے سے شرابور اور پریشانی سے ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

دوسری طرف شاہ ویز کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔اس نے اپنے ماتھے پر سے پسینے کو صاف کیا تو شماز نے گہرے غور سے اسے دیکھا، جس پہ اس نے نظریں چراتے ہوئے اس سے نگاہیں پھیر لیں۔

"ایم۔۔سوری۔" ڈاکٹر کی طرف سے مایوس کن الفاظ میں اطلاع دی گئی۔ "ہیٹینک اٹیک ہوا ہے انہیں۔"

"اناللہ وانا الیہ راجعون۔۔"ندیم صاحب کے منہ سے ادا ہوا۔انکی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہیں۔

سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔گھر کی عورتوں کی طرف سے روایتی انداز میں رونے کا سلسلہ شروع ہوا تو ڈاکٹر نے وہاں سے جانا مناسب سمجھا۔

"کل تک تو ٹھیک تھیں۔۔کتنی خوش تھیں۔۔اچانک کیا ہو گیا انہیں۔۔"نعیم صاحب اپنی کانپتی آواز میں بولے۔

مہر کے قدم برف کی طرح منجمد ہو کر رہ گئے۔اسکے ذہن میں اماں بی کی ایک ایک بات گھوم رہی تھی۔

"کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی۔۔ کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ تمہاری ہر غلطی کو میں نے تمہارا بچپنا سمجھ کر معاف کیا ہے۔۔ لیکن یہ غلطی۔۔ غلطی نہیں ہے۔۔ گناہ ہے۔۔ تم نے میری معصوم بچیوں کی زندگی کے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا ہے۔۔"

اسکے قدم پیچھے کی جانب مڑنے لگے تبھی شماز کا دھیان اسکے ہاتھ پہ موجود چوڑیوں پہ پڑا جو بالکل ویسی ہی تھیں جیسی اسے اس کمرے سے ملی تھیں۔ وہ سب سے پہلا شخص تھا جو اس کمرے میں اماں بی کے پاس آیا تھا۔ ٹوٹی ہوئی چوڑی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اماں بی کے کمرے میں کوئی تو آیا ہے۔۔ "کچھ تو ضرور ہوا ہے۔۔"

اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاتی، شماز نے اسکا ہاتھ پکڑا، جس میں میرون رنگ کی چوڑیاں تھیں۔ اسکے ہاتھ پکڑنے پہ خوف سے اسکی نگاہیں پھیل سی گئیں۔ اس نے اسے خوب گھورا اور اسکے ہاتھ پہ موجود چوڑیوں کو اتارتے ہوئے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا۔ علینہ نے شماز کو اسکی چوڑیاں اتارتا ہوا دیکھا تو سمجھنے والے انداز سے دونوں پہ نگاہ ڈالی۔

ندیم صاحب اپنی ماں کے قریب آئے اور انکے چہرے کو ہاتھ لگاتے ہوئے خوب رو دیئے۔

"اماں بی! اٹھ جایئے۔۔ اماں بی۔۔۔"

گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ ہر کوئی رو رہا تھا سوائے مہر اور شماز کے۔ دونوں پہ سکتہ طاری ہو چکا تھا۔ دونوں کی خاموشی کو گھر کے سبھی افراد نے محسوس کیا۔

علینہ نے بہت چاہا کہ مہر رو لے۔ مگر اسکی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ نکل پایا۔

****

دوسری طرف جنت تک یہ خبر بلاواسطہ پہنچائی گئی۔

"تمہاری اماں بی! تمہیں یاد کر رہی ہیں بہو۔۔ چلو آؤ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔۔" مسز ہارون کی بات پہ اسکی چھٹی حس نے اسے کسی چیز سے خبردار کرنا چاہا۔

"وہ ٹھیک تو ہیں؟؟" اس نے ان سے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہیں۔۔ تم ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں۔۔" وہ چائے کپ میں ڈالتے ہوئے بولیں۔

"امممم۔۔ کس نے فون کیا تھا؟" اس نے ٹوسٹ پہ جیم لگاتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔

"تمہاری بھابی علینہ نے۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔"وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔ "سوچا تھا وہاں کہیں نہیں جاؤں گی
۔۔لیکن اماں بی! آپ کی خاطر۔۔"

"کیا ہوا؟ "مسز ہارون نے تشویشی انداز سے پوچھا۔

"اِن سے پوچھ لوں۔۔پھر چلتے ہیں۔۔"

"اوہ۔۔ہو۔۔ میں کہہ رہی ہوں نا۔۔تو بس ٹھیک ہے۔۔ویسے بھی انہی کے لیئے ہی
تو یہاں آئی ہو۔۔جہانگیر کو بھلا کیا اعتراض ہو گا؟؟"انہوں نے اسے بے فکری کا
احساس دلایا۔

دوسری طرف وہ خاصی پریشان تھیں کہ کیسے اسے وہ سب بتا پائیں گی؟

"مہر۔۔۔ اماں بی نہیں رہیں۔۔ نہیں رہیں وہ۔۔"علینہ نے اسے جنجھوڑتے ہوئے
کہا تو اس نے پریشان کن نگاہوں سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔اسکی آنکھیں
پتھرا چکی تھیں جن سے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ بہہ پایا۔

"نہیں۔۔زندہ ہیں وہ۔۔زندہ رہنا ہو گا نہیں ابھی۔۔انہوں نے تو مجھ سے کہا تھا کہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہیں ہونے دیں گی۔۔"وہ چیخ چیخ کر بولی تو زیبا اور سامعیہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

تابینہ نے معنی خیز نظروں سے روتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اشش۔۔ چپ کر جاؤ۔۔مہر۔۔"علینہ نے اسے ہلاتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتی جنت گھر کے مرکزی دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوئی۔

تابینہ فوراً سے اٹھی اور اسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے اسے سنبھالا۔

انکا اپنا حال رو رو کر برا ہو چکا تھا۔لیکن پھر بھی وہ اسے سنبھال رہی تھیں۔ "سنبھالو خود کو۔۔ سنبھالو جنت۔۔۔اللہ کے کاموں میں کون دخل دے سکتا ہے میری بچی ۔۔جیسے اسکی رضا۔۔ویسے ہم راضی۔۔"انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں نہ صرف اسے تسلی دی بلکہ خود کو بھی تسلی دی۔

"اونچی آواز میں رونے سے گناہ ہوگا۔۔ضرور رو۔۔ لیکن۔۔ صبر سے۔۔"

قسمت کی یہ کیسی ستم ظریفی تھی؟جن کے سایے سے بھی وہ کبھی دور نہ ہوئی تھی ،آج انکے اس دنیا سے چلے جانے سے پہلے ان سے مل ہی نہ پائی۔نجانے کتنی باتیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھیں، جو وہ ان سے کرنا چاہتی تھی مگر قسمت نے اسے موقع ہی نہ دیا۔

بعض اوقات انسان کتنا مجبور ہو کر رہ جاتا ہے؟ جن کے جانے سے جان جاتی ہے، انہیں اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنا پڑتا ہے۔یہی قدرت کا نظام ہے اور یہی قدرت کا فیصلہ۔۔

****

****

اماں بی کو اس دنیا سے گئے تقریباََ دو روز ہو چکے تھے۔اس بیچ وہ علینہ کے کہنے پہ مہر کے پاس ہی رکی۔

"خدارا! اسے رلانے کی کوشش کرو جینی۔۔ اس طرح سے۔۔"

"بھابھی۔۔ کیا کروں۔۔ میری کہی کوئی بات اس پہ اثر ہی نہیں کرتی۔۔" جینی کی اپنی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔

"بھابھی! وہ بالکل ٹھیک تو تھیں۔۔ انکی حالت ایسی تو نہیں تھی کہ وہ اس دنیا سے ہی چلی جاتیں۔۔ ہمیں چھوڑ کر ہی چلی جاتیں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تو علینہ نے

اسے اپنے سینے سے لگا یا۔

سامعیہ نے دونوں کو کچن میں روتے دیکھا تو دونوں کے پاس آئیں۔

"سنبھالو خود کو۔۔۔اللہ کی یہی مرضی تھی۔۔" انکے الفاظ، انکے حلق میں ہی رہ گئے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو کر رہ گئے۔

"پچھلے دو دنوں سے اس نے روٹی کا ایک نوالہ بھی حلق سے نہیں اتارا۔۔پلیز ممانی جان! آپ جایئے نا اس کے پاس۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"رات میں تمہارے سامنے گئی تو تھی۔۔لیکن وہ تو کسی سے بھی بات کرنے سے قاصر ہے۔۔" انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور فریج میں سے جوس کا کین نکالتے ہوئے گلاس میں ڈالا۔

"لایئے مجھے دیجیئے۔۔" شماز انکی باتیں سن کر کچن میں آیا اور انکے ہاتھ سے جوس کا گلاس پکڑتے ہوئے وہاں سے نکلا۔

"شماز۔۔آپ۔۔" علینہ نے سوالیہ انداز میں کہا تو وہ جاتے جاتے پلٹا۔

"لیٹ می ہینڈل دِس میٹر۔۔"

جنت نے علینہ کی طرف سوال کن نگاہوں سے دیکھا تو اس نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا کیونکہ سامعیہ کی موجودگی میں وہ اسے کچھ بتا بھی نہیں سکتی تھی

-*******************

وہ کمرے میں آیا تو وہ کھڑکی کی جانب منہ موڑے کھڑی، دھوپ کی شعاعوں کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔ کھڑکی کہ پھیلی دھول کو وہ اپنی انگلی کی مدد سے دھیرے دھیرے صاف کر رہی تھی۔ وہ دروازے پہ ہی کھڑا رہا کہ شاید وہ رخ موڑے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ تبھی اس نے دستک دی اور اندر آتے ہوئے جوس کا گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔ اسکے قدموں کی آواز وہ سن چکی تھی مگر دانستہ اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ آخر وہ اسکے قریب آیا۔ اس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑکی سے پیچھے کرتے ہوئے کھڑکی کا پردہ آگے کر دیا، جس سے کمرے میں پھیلی دھوپ چھاؤں میں بدل گئی۔

"بیٹھو یہاں۔۔" اس نے اسے کرسی پہ بٹھایا اور خود دوسری کرسی اسکے سامنے رکھے ،اسکے سامنے آبیٹھا۔

اس نے اسے خوب غور سے دیکھا جس کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں اور وہ مری مری سی حالت میں اسکے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ رہی تھی۔ آخر وہ کچھ

سوچتے ہوئے اٹھا اور جوس کا گلاس میز پر سے اٹھاتے ہوئے اسکے پاس دوبارہ آیا۔

اس نے جوس کا گلاس اسکے سامنے کیا تو اس نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

"پیئو۔۔" وہ ذرا نرم لہجے میں بولا اور اسکے قریب بیٹھا۔

دوسری طرف وہ ٹس سے مَس نہ ہوئی۔

"جسٹ ڈرنک اِٹ۔۔" اب کے اسکے لہجے میں سختی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر یکبارگی میں اسے دیکھا اور جوس کا گلاس اسکے ہاتھوں سے پیتے ہوئے رودی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شماز نے معنی خیز نگاہوں سے اسے خوب غور سے دیکھا۔ وہ جب جوس کا گلاس ختم کر چکی تو اس نے اسکے ہاتھ سے گلاس پکڑا۔

جنت اور علینہ دونوں اسکے کمرے کی جانب آئیں مگر دونوں میں ہونے والی گفتگو جوں ہی انکے کانوں میں پڑی تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"کس بات پہ خاموشی ہے اب؟؟" وہ نارمل انداز میں سوالیہ بولا لیکن طنز صاف اور

واضح تھا۔

"تم ہی چاہتی تھی کہ انہیں سب پتہ چل جائے۔۔تو ہو تو گیا ہے۔جو تم چاہتی تھی۔۔" وہ پھر سے بولا۔ "قتل کرنے والے اداس کب سے ہونے لگے؟"اب کے وہ پھٹ پڑا تھا۔

"قتل؟؟ نہیں۔۔ نہیں۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔ "آخر اسکی خاموشی ٹوٹی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا تو پرسوں رات،انکے کمرے میں کیا کرنے گئی تھی تم؟؟"اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا تو وہ نظریں جھکا کر رہ گئی۔

"اب جھوٹ مت بولنا۔۔ "وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا شماز بھائی۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔"روتے روتے اسکی ہچکی بندھ چکی تھی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا؟تم نے؟؟"وہ اپنا ہاتھ دباتے دباتے رہ گیا۔ "تو پھر کیا ہے یہ سب؟کیا ہے؟؟"اس نے اپنی ایک پینٹ کی جیب سے ٹوٹی ہوئی چوڑی نکالی تو دوسری سے اسکے ہاتھ سے اس روز اتاری گئی چوڑیاں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب بھی کہو یہ تمہاری نہیں؟؟" وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

ان دونوں میں ہونے والی گفتگو سن کر باہر موجود علینہ اور جنت ششدر رہ گئیں۔ دونوں نے گہری کھلی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شمازیہ کیسا انکشاف کر رہا تھا ؟دونوں اندر ہی اندر خوف زدہ تھیں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ میں نے تو صرف ان سے بات کی تھی۔۔انہیں صرف بتایا تھا جو آپ لوگوں نے میرے ساتھ کیا۔۔ میں کیوں قتل کروں گی انکا۔۔کیوں؟؟؟ " وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور وہ اسکے سامنے بیٹھا بے حسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جنت نے چاہا کہ اندر جا کر معاملہ سنبھالے مگر علینہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر جانے سے اشارۃََ روکا۔

"یہ قتل ہی ہے۔۔ تم نہیں جانتی کہ تمہاری اس بیوقوفی سے کیا ہو گیا ہے؟ اماں بی! اماں بی نہیں رہیں اس دنیا میں۔۔ نجانے تم نے کس انداز میں ان تک ساری بات پہنچائی ہے کہ وہ یہ سب برداشت ہی نہیں کر پائیں۔" وہ چیخ چیخ کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے کچھ غلط نہیں کہاان سے۔۔آپ شاہ ویز سے پوچھ سکتے ہیں۔۔وہ وہیں تھا تب۔۔"وہ بے اختیار، بناء سوچے سمجھے بولتی چلی گئی۔

شاہ ویز کے ذکر پہ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بھی کرسی پر سے اٹھی اور اسکے پاس جا کھڑی ہوئی جہاں وہ اس سے منہ پلٹ کر کھڑا تھا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔آپ شاہ ویز سے پوچھ سکتے ہیں۔۔ وہ وہیں تھا تب۔۔ ہم دونوں آپس میں بات کرر ہے تھے تو انہوں نے ہمیں دیکھ لیا۔۔اور۔۔"وہ سسکی لیتے ہوئے بولی اور پھر سے رو دی۔

"شماز بھائی! مجھے آپکی قسم۔" اب کے شماز نے پلٹ کر اسکے چہرے پہ نگاہ ڈالی۔

اسکی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے آنسو صاف نہ کر پایا۔

"آپ جانتے ہیں۔۔میں آپکی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتی۔۔جانتے ہیں بچپن میں کتنی دفعہ جنت مجھے آپکی قسم دے دیا کرتی تھی اور میں اسکی آئس کریم کو ہاتھ تک نہیں

لگاتی تھی۔اور جب آپکی قسم نہیں دیتی تھی تو میں اسکی آئس کریم چٹ کر جایا کرتی تھی ۔"اس نے اسے بچپن کا وہ قصہ سنایا جو اسے بھی ابھی تک یاد تھا۔یہی وجہ تھی کہ وہ مہر سے بہت حد تک اٹیچڈ تھا۔

آخر شماز کی آنکھوں کے کنارے بھی بھیگ گئے۔

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا سوائے انہیں سچ بتانے کے۔۔اور وہی واحد تھیں جنہیں میرے سچ پہ اعتبار بھی آگیا تھا۔۔لیکن وہ۔۔وہ کیسے ؟کیسے مجھے چھوڑ کر جاسکتی ہیں؟ انہوں نے تو کہا تو کہ وہ ناانصافی نہیں ہونے دیں گی۔۔۔وہ میرے ساتھ ہیں۔۔مگر ۔۔"

اسکی حالت دیکھ کر شماز نے اسکے سر پہ ہاتھ دیا۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہے۔۔پھر بھی تم نے ؟؟ " وہ دکھ سے بولا۔ " تم نہیں جانتی کہ گھر والوں میں سے کسی کو اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی تو کیا کہرام برپا ہو گا؟"

ابھی وہ دونوں بات کر ہی رہے تھے کہ ٹی وی لاؤنج میں سے ندیم صاحب کی زوردار

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آواز سے پورا گھر ہل کر رہ گیا۔

علینہ اور جنت دونوں فوراً سیڑھیوں کی جانب بھاگیں، جہاں سے نیچے ٹی وی لاؤنج کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

انکی زوردار آواز سن کر وہ بھی ہل کر رہ گیا۔ وہ فوراً باہر کی جانب بھاگا۔ مہر بھی اسکے ساتھ پیچھے پیچھے آئی۔

"تم سچ بتاؤ گے یا میں خود اگلواؤں تمہارے منہ سے؟؟" وہ اسکا گریبان پکڑے بولے تو سامعیہ نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔

نعیم اور زیبا نے بھی آگے بڑھتے ہوئے معاملے کی نزاکت کو سمجھنا چاہا۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا ہے؟ جوان بچہ ہے۔ اسکے ساتھ کس قسم کا سلوک کر رہے ہیں آپ؟؟"

انہوں نے تنبیہی انداز میں انگلی سے انہیں دور رہنے کا اشارہ کیا۔ انکی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ جبھی سامعیہ نے ان سے پیچھے ہو جانے میں ہی اپنی خیریت جانی۔

"بھائی صاحب! کیا ہو گیا ہے؟ اماں بی کو گئے ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ کہ آپ

نے گھر کا ماحول۔۔"آخر تابینہ نے بولنے کی جسارت کی۔

"یہی مجرم ہے اس گھر میں برپا ہوئی قیامت کا۔۔"انکی بات سن کر گھر کے تمام افراد ششدر رہ گئے۔

اسکا گریبان ابھی تک انکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔جس سے اسکی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔

"آج کوئی اس کی طرف داری نہ کرے۔۔تابینہ تم بھی نہیں۔۔۔"انہوں نے تابینہ کو دور رہنے کا کہا۔

انکی آنکھیں اسے مزید خوف دلا رہی تھیں، تبھی اس نے اپنے قدم پیچھے کی طرف کھسکا لیئے۔

"اس کی وجہ سے۔۔اسکی وجہ سے میری ماں۔۔"انہوں نے ایک ہی جھٹکے سے اسکا کالر چھوڑا جو انکے ہاتھوں کی گرفت میں تھا۔وہ زمین پہ جا گرا۔لاؤنج میں موجود صوفے کی نکڑ اسکے ماتھے پہ جا لگی، جس سے اسکے ماتھے پر سے خون بہنے لگا۔ مگر وہ پھر بھی خاموش تھا۔

شماز سیڑھیاں اترتا ہوا فوراََ نیچے آیا۔ "ابا۔۔ابا۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟"وہ ندیم صاحب سے بولا۔

"پاگل ہو گیا ہوں میں۔۔میری اس نالائق اولاد نے پاگل کر دیا ہے مجھے۔۔پاگل۔۔" وہ کڑھے سخت لہجے میں بولے۔

وہ شاہ ویز کے قریب آیا جو زمین پہ بیٹھے خاموشی سے اس سے التجا کر رہا تھا۔

"ابا۔۔ آخر ایسا کیا ہو گیا ہے جو آپ اس طرح سے؟؟"وہ اس کے پاس سے اٹھا اور دوبارہ ندیم صاحب کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اس سے پوچھو۔۔پوچھو اس سے ؟ آخر ایسا کیا کہا اس نے میری ماں سے کہ وہ۔۔" وہ چیخ کر بولتے ہوئے رو دیئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

(کیلئے لکھاریوں کی New Era Magazine ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین)

ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Neramag@gmail.com)(

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

• میلوں کا فاصلہ

اس سے رہا نہ گیا۔ آخر وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اتری۔ "اسے کیوں کوس رہے ہیں اب؟؟" وہ جارحانہ انداز میں بولی تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"آپ سب جانتے تو تھے۔۔" اسکی ذو معنی بات پہ نعیم صاحب نے آنکھیں گول کرتے ہوئے اسے دیکھا اور اسکی بات کو سمجھنا چاہا۔ "اسے کچھ کہنے سے پہلے یہ سوچ لیجیئے گا کہ سچ آپ بھی جانتے تھے۔۔"

وہ ان کے سامنے کھڑی دھمکانا انداز میں بولی تو نعیم صاحب نے اسے خوب جھاڑا۔

"تایا ابا ہیں تمہارے۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔ اور یہ اتنی بے باکی سے کس سچ کی بات کر رہی ہو تم؟" وہ کافی دنوں بعد اس سے ہمکلام ہوئے تھے۔ جس پر وہ زخمی انداز میں مسکرا دی۔

"پاپا۔۔ آپ پوچھیئے ان سے۔۔ یہ بتائیں گے آپ کو سچ۔۔ بتایئے تایا ابا۔۔۔" وہ انکے قریب جاکر ذرا بے خوف ہو کر بولی تو شماز نے اسے خوب گھور کر دیکھا

۔ جواباً ندیم صاحب خاموش رہے۔

"آپ جانتے بھی تھے کہ نہ میں اس سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔۔اور نہ ہی یہ۔۔پھر بھی آپ نے۔۔"اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہے، کہ نعیم صاحب نے زوردار تھپڑ اسکے منہ پہ رسید کیا۔

"چٹخ۔۔۔" پورے لاؤنج میں تھپڑ کی زوردار آواز گونجی۔ جنت اور علینہ دونوں بھاگی بھاگی نیچے آئیں۔

"تم اتنی بے باک کب سے ہو گئیں؟ تایا ابا ہیں تمہارے۔۔تایا ابا۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھپڑ پڑتے ہی اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا،جو انکے تھپڑ سے لال سرخ ہو چکا تھا۔

"نعیم۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ہٹو پیچھے۔۔"ندیم صاحب نے انہیں اس سے دور کیا۔

"بھائی جان! کس سچ کی بات کر رہی ہے آخر یہ؟ بتایئے مجھے؟؟"نعیم صاحب کے سوال پہ انکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

انہوں نے ایک نظر سامعیہ کو دیکھا، جو انہی کی طرف نظریں گاڑھے ہوئے تھی۔

"یہ نہیں بتائیں گے۔۔ان میں ہمت ہی نہیں ہے۔۔ "مہر روتے ہوئے بولی۔

"تایا ابا۔۔خدا کے لیئے۔۔خدا کے لیئے۔۔ابا کو بتائیے کہ میں نے انکی عزت کو پامال نہیں کیا۔۔ خدا کے لیئے۔بتایئے۔۔"وہ انکے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے گڑگڑا رہی تھی۔

انہوں نے نعیم صاحب کو نظریں چراتے ہوئے دیکھا جو ان سے جواب کی آس لگائے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مہر۔۔۔پاگل ہوگئی ہو تم؟؟ ہوش میں آؤ۔۔ابا کو کیوں بیچ میں لا رہی ہو تم؟ "شماز نے اسے شانوں سے پکڑتے ہوئے خوب جنجھوڑا۔

"ہاں ہوگئی ہوں پاگل۔۔آپ سب نے پاگل کر دیا ہے مجھے۔۔ آپ سب ذمہ دار ہیں اماں بی کی موت کے۔۔آپ سب کی اصلیت برداشت نہیں کر پائیں وہ۔۔"وہ بے اختیار بولتی چلی گئی۔اور وہ سب بول گئی، جس سے اسے شماز نے منع کیا تھا۔

ندیم صاحب کا ماتھا ٹھنکا۔ انہوں نے شاہ ویز کو معنی خیز نگاہوں سے گھورا جو ان سے

نظریں چرا رہا تھا۔

"کیسی اصلیت؟ کیا ہے آخر ہماری اصلیت؟ سن رہی ہو زیبا؟ یہ ہے تمہاری تربیت ۔۔" انہوں نے زیبا کو آنکھیں نکالیں جو دور کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"جی چاہتا ہے کہ ابھی اور اسی وقت ۔۔" اس سے پہلے وہ اسکے قریب آکر اس پہ دوبارہ سے ہاتھ اٹھاتے، شاہ ویز تیزی سے آگے بڑھا۔

"بس چچا جان ۔۔ بس ۔۔" اس نے پوری قوت سے انکا ہاتھ پکڑا جس پہ وہاں موجود سبھی لوگ ہکا بکا رہ گئے۔

"آخر سمجھتے کیا ہیں آپ؟ بیٹی ہے یہ آپ کی ۔۔ بیٹی ۔۔" وہ چیخا تھا۔

"اگر وہ کچھ کہنا چاہتی ہی ہے تو سن کیوں نہیں لیتے آپ لوگ؟ ہر کوئی اپنی الگ پنچائیت لگائے بیٹھا ہے ۔۔ اور رہی بات اماں بی کی تو ۔۔ ہاں ۔۔ میں نے بتایا تھا انہیں سب ۔۔ میں نے ۔۔" وہ اونچا اونچا بولا۔

"پوچھو ۔۔ وہ تو آپ کے ساتھ کیئے گئے ظلم کو لے کر بھی خود کبھی معاف نہیں کر پائیں ۔۔" اب کے وہ تابینہ کے قریب آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"انہیں جب علم ہوا کہ وہ سب ایک بار پھر سے دہرایا گیا ہے، جو آپ کے ساتھ ہوا تو بہت دکھی تھیں وہ۔۔بہت دکھی۔۔"اس نے اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کیا۔

اسکی ایک ایک بات پہ سارے گھر والے رو رہے تھے۔

"مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ سچ انکی جان لے لے گا۔۔"اس نے خود کو ضبط کیا اور مزید بولا۔

مہر نے اسے حیران کن نگاہوں سے دیکھا جو اسکا کیا دھرا سب اپنے سر لے رہا تھا۔اس نے چاہا کہ وہ کچھ کہے، لیکن کچھ بھی بول نہ سکی۔

"آپ کے نزدیک سچ چھپانا گناہ ہے۔۔لیکن مجھے نہیں لگتا کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔۔گناہ تو یہ ہے کہ اسے زبردستی آپ سب نے میرے نام سے منسوب کیا ہے ۔۔"اشارہ صاف مہر کی جانب تھا۔

یہ شاہ ویز ہے؟ جنت کی آنکھوں کو یقین نہیں آرہا تھا۔ایسا ہی کچھ حال مہر اور گھر کے باقی افراد کا تھا۔

ندیم صاحب کا چہرہ غصے سے بھر گیا۔

"تو نکاح کو تم گناہ کہتے ہو؟ " وہ اس پہ دھاڑے۔

"گستاخی معاف ابا۔۔جیسا آپ نے کیا ہے وہ گناہ ہی ہے۔۔"آخر اس نے صاف لفظوں میں کہنے کی جسارت کی۔

"یار کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ "سارا معاملہ ہی شماز کی سمجھ سے باہر تھا۔

ندیم صاحب جو اسکی ایک ایک بات کو بمشکل ہی ضبط کر رہے تھے، آخر اسکے قریب آئے۔

"تو تمہیں احساس ہو گیا کہ تم نے غلط کیا؟" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوالیہ بولے۔

"مجھے تو احساس تھا ہی۔۔لیکن آپ کو تو اب بھی احساس نہیں ہو رہا۔۔"وہ بے خوف و خطر بولا۔

"جی چاہتا ہے تمہاری جان لے لوں۔۔" وہ اپنی مٹھی کو دباتے ہی رہ گئے تبھی وہ آگے بڑھی۔

"بس بہت ہو گیا تایا ابا۔۔ بس کریں۔۔ اب نہ تو کوئی اس پہ ہاتھ اٹھائے گا۔۔اور نہ

ہی مجھ پہ۔۔"اب کے اس کے انداز میں وارننگ تھی۔ وہ انکے سامنے، اسکے لیئے
ڈھال بن کر کھڑی تھی، جس پہ شاہ ویز بناء آنکھوں کو جھپکائے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

ہر طرف گہری خاموشی تھی۔ چند سیکنڈ بعد سامعیہ کی آواز سے لاؤنج کا سکوت ٹوٹا۔

"علینہ۔۔اندر لے کے جاؤ اسے۔۔" انہوں نے حکمیہ انداز میں اسے مہر کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے علینہ آگے بڑھتی، نعیم صاحب بولے۔

"ہاں تو ہو گیا فیصلہ۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکی بات پہ زیبا کا سانس خشک ہو کر رہ گیا۔

"کیسا فیصلہ؟" اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نعیم صاحب غصہ
میں کوئی بھی فیصلہ لے سکتے ہیں۔

"جس کی طرف داری کر رہی ہے، اسکے ساتھ جائے۔۔" انکی ذو معنی بات پہ سبھی
کے ماتھے پہ پریشانی کی شکنیں واضح ہوئیں۔

انہوں نے ندیم صاحب کو دیکھا اور نظروں ہی نظروں میں انہیں گزشتہ رات ہوئی

بات پہ عمل کا کہا۔

"ان دونوں کو فیصل آباد والے گھر میں شفٹ کر دیں۔۔مہر کو دیکھنا میرے لیئے کسی اذیت سے کم نہیں۔۔"ان کے ذہن میں اپنے بھائی کے کہے گئے الفاظ گونجے۔

وہ فوراََ سے کمرے میں گئے تو سب کا تجسس مزید بڑھا۔سامعیہ کا تو کلیجہ منہ کو آگیا۔

"شماز۔۔روکو اپنے ابا کو۔۔کہیں یہ۔۔۔"خوف کے مارے اسکے ماتھے پہ پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا۔

اس سے پہلے شماز انکے پیچھے جاتا،وہ کمرے سے باہر آئے۔انکے ہاتھ میں موجود پیپرز کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔

انہوں نے وہ کاغذات اسکے منہ پہ پھینکے۔"لو اٹھاؤ یہ۔۔اور چلے جاؤ یہاں سے۔۔"وہ حکمیہ انداز میں بولے۔

زمین پہ کاغذات گرے ہی تھے،کہ تابینہ کے سامنے ماضی کی جھلکیاں گردش کرنے لگیں۔

اس سے یہ سب برداشت نہیں ہو پا رہا تھا،تبھی وہ وہاں سے بھاگتے ہوئے آنا َ فاناَ

غائب ہو گئی تھی۔

"پوپھو۔۔۔"علینہ نے اسے جاتا دیکھا تو زیرِ لب اسے پکارا مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی

۔

****

اس نے اسے فوراََ کال کی۔کوئی تین چار مرتبہ کال کرنے کے بعد اس نے کال ریسیو کی اور اسپیکر پہ ڈال دی۔

"جی۔۔کیسی ہو؟" وہ آفس میں کام کر رہا تھا۔اور سجیل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"راحت۔۔مجھے لینے آجائیے۔۔" وہ اس سے فون پہ بات کرتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟تم ٹھیک تو ہو؟" اسکی آواز سن کر اسکا دل دہل کر رہ گیا۔

سجیل جو کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا،سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"نہیں۔۔میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔ شاید میں مر جاؤں گی۔۔" اسکی ہچکی بندھ چکی تھی۔

"تابینہ۔۔ سنبھالو خود کو۔۔۔ جانتا ہوں۔۔انکے جانے کا تمہیں بہت دکھ ہے۔۔ لیکن اللہ کی مرضی کے آگے انسان بے بس ہوتا ہے۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"راحت۔۔۔ایک بار پھر سے وہ سب دہرایا جا رہا ہے۔۔" وہ سسکیاں لیتے ہوئے بولی۔

"کیا مطلب؟ کیا دہرایا جا رہا ہے؟"اسکا دل بند ہونے کے قریب تھا۔

"مہر کے ساتھ۔۔۔" وہ اتنا ہی بول پائی تھی۔

"کیا ہوا مہر کو؟آپیہ؟؟" اس سے پہلے راحت بولتا، سجیل نے ہڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔

"سجیل۔۔۔" اس نے اسکا نام لیا اور اسے ساری بات واضح طور پہ بتائی۔

فون اسپیکر پہ ہونے کے باعث، دونوں تک ایک ایک بات صاف پہنچ رہی تھی۔

اس سے پہلے، اسکی بات مکمل ہوتی، سجیل اسکے پاس سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا۔

"سجیل۔۔رکو۔۔۔سجیل۔۔۔کہاں جا رہے ہو تم؟؟" اس نے فوراََ سے فون رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"رکو۔۔۔ سجیل۔۔۔" وہ اپنے آفس سے باہر نکل کر بولا۔

وہ جاتا جاتا رکا۔

سارا اسٹاف دونوں کو الجھتے ہوئے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بھائی پلیز۔۔آج مجھے مت روکیئے۔۔پلیز۔۔۔" وہ پلٹ کر، اسے دیکھ کر بولا۔

اس نے اسٹاف کو دیکھا اور ذرا آہستہ آواز میں اسے سمجھاتے ہوئے تنبیہی انداز میں بولا۔

"سجیل۔۔تم وہاں نہیں جاؤ گے۔۔سنا تم نے۔۔

"اسے میری ضرورت ہے بھائی۔۔میں اسکے ساتھ یہ سب نہیں ہونے دے سکتا۔۔"

"کیا لگتے ہو تم اس کے؟ کس حق سے جاؤ گے تم؟ لگتی کیا ہے وہ تمہاری؟؟" اس نے اسے خوب جھاڑا۔

"بھائی۔۔کم از کم آپ تو۔۔" وہ تڑپ کر بولا۔ "خیر۔۔" وہ دکھ سے بولتے ہوئے اسکے سامنے سے آناً فاناً غائب ہو گیا۔

اسکے نکلتے ہی راحت اسکے پیچھے پیچھے گیا۔اس نے اپنی گاڑی نکالی اور اسکی گاڑی کے پیچھے

دوڑادی۔

"پاگل ہوگیا ہے یہ لڑکا۔۔" وہ تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اسکی گاڑی کے پیچھے جانے لگے۔

دوسری طرف وہ ایک سو بیس کی اسپیڈ پہ گاڑی چلاتے ہوئے مین روڈ پہ گاڑی کسی ہوائی جہاز کی طرح بھگا رہا تھا۔

****

****

"ابا۔۔مجھے یہ سب نہیں چاہیئے۔۔"اس نے زمین پہ گرے کاغذات کی طرف اشارہ کیا۔

"ابا۔۔آج اگر میں نے سچ بولنا چاہا تو آپ نے میرا ساتھ نہیں دیا۔۔"وہ بے پناہ اذیت سے بولا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔"انہوں نے خود کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟میرے شاہ ویز کو مجھ سے دور کیوں کر رہے ہیں آپ؟ "

آخر وہ ماں تھی، کہاں چپ رہ سکتی تھی؟

"اگر اس گھر میں کسی کو بھی اسکی طرف داری کرنی ہے تو اسکی بھی اس گھر میں جگہ نہیں۔۔" انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا تو سب ششدر رہ گئے۔

اس نے زمین پہ بکھرے کاغذات کو اٹھایا اور انہیں ایک ساتھ اکٹھا کرتے ہوئے، انکے قریب آیا۔

"آپ کا یہ سب کچھ آپکو ہی مبارک۔۔آپ نے شاید انہیں نہیں دیکھا تھا۔۔میں نے محسوس کیا تھا، انکی آنکھوں میں چھپا درد۔۔ جو جرات وہ مجھے دے کر گئی ہیں میں کم از کم اب اس سے بھاگ نہیں سکتا۔۔"اس نے کاغذات انکے سامنے کیے، لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے۔آخر اس نے کاغذات سامنے میز پر رکھے اور اپنی ماں کے قریب آیا۔

"امی۔۔"وہ انکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیئے بولا۔

"رو کیوں رہی ہیں؟آپ یہی تو چاہتی تھیں کہ میں سچ کا سامنا کروں۔۔"اس نے انکی آنکھوں کو صاف کیا جس سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔

"تو دیکھیئے۔۔ وہی کر رہا ہوں۔۔ جیسا آپ چاہتی ہیں، ویسا ہی بنوں گا۔۔ آج یہ سب چھوڑ کر اپنی مرضی سے جا تو رہا ہوں۔۔ لیکن مجھے ایک بات کی تسلی تو رہے گی کہ میری ماں مجھ سے خوش ہے۔۔" وہ انکے گلے لگ کر خوب رویا۔

"ابا۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟ ابا ایسا مت کیجیئے۔۔" شماز کی بات پہ انہوں نے اپنی غصہ سے بھری، گہری لال آنکھیں اسے دکھائیں۔

اس نے سامعیہ کو بمشکل ہی چپ کروایا اور پھر ہاتھ جوڑتے ہوئے جنت کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے چاہا کہ وہ کچھ کہے، لیکن مارے ندامت کے اسکے منہ سے کچھ بھی نہ نکل سکا۔ جنت نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں لیئے اسے دیکھا اور اسکے قریب آئی۔

"مہر کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔" وہ ذرا آہستہ آواز میں بولی۔

اسکی بات پہ وہ چونکا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔۔" ندیم صاحب مکرر بولے تو وہ اس سے تھوڑا پیچھے کو ہولی۔

اس نے پلٹ کر انہیں دیکھا، جواب کے اس سے منہ پلٹ کر کھڑے تھے۔ اس نے انکے قریب جانا چاہا۔ لیکن چاہ کر بھی انکے سامنے خود کو اور ذلیل کرنے کی جسارت نہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کر سکا۔اس کے پاؤں گھر کے مرکزی دروازے کی جانب چل پڑے۔

"تایا ابا۔۔ کس بات سے ڈر رہے ہیں؟ اپنے بھائی کی نظروں میں گرنے کا خوف ہے آپکو؟ تو بے فکر رہیئے۔۔ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔ لیکن۔۔" مہر نے پھر سے اپنی سی کوشش کی۔

نعیم صاحب کے بولنے پہ اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔"اپنے ساتھ اسے بھی لے جاؤ۔۔۔" ابھی وہ گھر کے مرکزی دروازے کے پاس ہی پہنچا تھا کہ انکے الفاظ اسکے کان میں پڑے۔اسکی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"پاپا۔۔" وہ زیرِ لب بولی۔

شاہ ویز نے فوراََ پلٹ کر دیکھا۔اس کا پہلا دھیان ہی جنت پہ پڑا جو التجائیہ انداز میں اسے مہر کو اپنے ساتھ لے جانے کو کہہ رہی تھی۔

آخر وہ اسکی محبت تھی۔وہ محبت جسے اس نے بے پناہ چاہا تھا۔آج وہ اس سے اپنی بیسٹ فرینڈ کے لیئے التجا کر رہی تھی۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اپنے رکے ہوئے قدموں کو دیکھا مگر پھر تیزی سے اسکی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانب بڑھا تو وہ حیران رہ گئی۔

"پاپا۔۔مجھے نہیں جانا کہیں۔۔ پاپا۔۔" وہ بھاگی بھاگی انکے پاس گئی تو وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑے ہو گئے۔

"شماز بھائی۔۔"اب کے وہ اس کے قریب آئی تو اس نے دکھ بھرے لہجے سے اسے دیکھا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"علینہ۔۔جاکر اماں بی کی چادر لے آؤ۔۔"

"بھائی! آپ بھی۔۔۔" وہ اسکے سامنے گڑگڑائی۔

تھوڑی سی دیر کے بعد ہی وہ اسکے لیئے اماں بی کی چادر لے آئی۔جسے اس نے شماز کے ہاتھ میں پکڑایا۔

اس سے پہلے شماز وہ چادر اسے دیتا،اس نے آخری کوشش کرنا چاہی۔

"امی۔۔مجھے روک لیجیئے۔۔۔امی۔۔" وہ زیبا کے پاس آئی۔

زیبا نے اسکے بکھرے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے ٹھیک کیا اور اسکا ماتھا چوما۔

"چلی جاؤ یہاں سے۔۔" وہ ذرا تحکم سے بولیں۔انکی آنکھوں میں دکھ ہی دکھ تھا۔

انکا فیصلہ سنتے ہوئے، اسکے قدم ان سے پیچھے کی طرف ہونے لگے۔ ساری دنیا ہی اسکے خلاف ہو جاتی، تو وہ جی لیتی۔۔ لیکن اسکی سگی ماں نے، اسے وہاں سے جانے کا حکم دے دیا۔

"یہاں کوئی میرا نہیں ہے۔۔ کوئی بھی نہیں ہے۔۔" آخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

شماز اس کے قریب آیا اور اسکے سر پر اماں بی کی بڑی سی چادر اوڑھاتے ہوئے رو پڑا۔

"ایک دن تھا، تمہارے اسی بھائی نے سرخ دوپٹہ تمہارے سر پر اوڑھتے ہوئے تمہیں سدا سہاگن رہنے کی دعا دی تھی۔۔ اور آج۔۔ اماں بی کی چادر تمہارے سر پر دے کر تم سے اس بات کا وعدہ مانگ رہا ہوں کہ تم انکی اس چادر کی ہمیشہ لاج رکھو گی۔۔" اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے انکی چادر اسکے سر پہ اوڑھا دی۔ اور اسکا ہاتھ شاہ ویز کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اسکا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔۔" اس نے شاہ ویز سے کہا، جس کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھا۔

"مجھے نہیں جانا۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔" وہ بار بار اسی بات کی تکرار کر رہی تھی۔

"تسلی رکھو۔۔ " جنت اسکے قریب آئی اور اسکے گلے لگتے ہوئے مزید بولی۔ "اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔۔"

اسکے بارے میں اسکی رائے کا تبدیل ہونا دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہہ پاتی نعیم صاحب کی زوردار آواز دوبارہ سے گونجی۔

"لے جاؤ اسے۔۔"

شاہ ویز نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔اس سے پہلے وہ کسی سے مل پاتی،وہ اسے آناََ فاناََ وہاں سے لے کر غائب ہو گیا۔

اسکے جاتے ہی نعیم صاحب،ندیم صاحب کے قریب آئے۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔۔جو آج اس نے بدتمیزی کی۔۔"وہ معذرتانہ انداز میں بولے تو جنت ندیم صاحب کے قریب گئی۔

اسکے اندر آگ لگ چکی تھی۔

"ماموں جان۔۔دکھ نہیں ہوا آپ کو؟" اسکے لہجے میں طنز واضح تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں نے نظریں گھما کر اسے دیکھا۔

"گستاخی معاف۔۔ آپ نے اپنے بھائی کا رشتہ بچایا ہے۔۔ لیکن اس سب میں، ان دونوں کا انسانیت پر سے اعتبار آپکی وجہ سے ضرور اٹھ گیا ہے۔۔"

نعیم صاحب نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مت دیکھیئے مجھے ایسے۔۔ آپکی سوالیہ نظروں کا کوئی جواب نہیں میرے پاس۔۔ سچ کیا ہے؟ یہ اب ماموں جان اپنے منہ سے ہی آپکو بتائیں گے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ بولتے، اس نے مزید اپنی بات جاری رکھی۔

"بے فکر رہیئے۔۔ مجھے نکالنے کے لیئے آپکو حکم نامہ جاری نہیں کرنا پڑے گا۔۔ ویسے بھی میرا یہاں اب کوئی نہیں رہا، جو میں یہاں رکوں گی۔۔" اسکی ایک ایک بات میں طنز تھا۔

اس نے اتنا کہا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں آگئی۔ علینہ بھی بھاگی بھاگی اسکے پیچھے آئی۔

سامعیہ فوراً زیبا کے قریب گئی اور اسے گلے سے لگاتے ہوئے حوصلہ دیا۔

"بھابھی۔۔ میری بیٹی۔۔ایسے حالات میں،ایسے رخصت ہو گی میں نے سوچا نہیں تھا۔۔کتنا ارمان تھا مجھے اسے دلہن بنا دیکھنے کا۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

جنت کی ایک ایک بات ندیم صاحب کے لیئے اذیت سے کم نہ تھی، تبھی انہوں نے اسے سب سچ بتانے کا فیصلہ کیا۔ "نعیم۔۔سچ یہ ہے کہ۔۔وہ گھر سے بھاگی ضرور تھی لیکن۔۔۔ "

جوں ہی انہوں نے لب کھولے ہی تھے کہ نعیم صاحب تڑپ کر بولے۔

"کوئی کچھ بھی کہے۔۔لیکن مجھے آپ پہ اعتبار ہے بھائی۔۔اماں بی کو تو ہم کھو چکے ہیں ،لیکن اب میں آپکو کھونا نہیں چاہتا۔۔" انکے الفاظ سن کر انکے کھلے لب ہمیشہ کے لیئے بند ہو کر رہ گئے۔

انکے ادھورے لفظ پاس کھڑے شماز کو بے چین کر گئے تھے۔وہ اسکے آگے کا سچ جاننا چاہتا تھا۔لیکن کے آگے کی حقیقت کیا ہے؟ یہ جاننا اب اسکے لیئے بہت ضروری ہو گیا تھا۔

****

اس نے گاڑی اسکی گاڑی کے سامنے روکی تو سجیل کو یکدم بریک لگانا پڑی۔وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی گاڑی سے نکلا اور اسکی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اس پہ چیخا۔

"پاگل ہوگئے ہو تم؟ کس راستے کی طرف نکل پڑے ہو تم؟؟" وہ اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھے، سر کو جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔

"سجیل۔۔ وہ اسکے گھر والے ہیں۔۔وہ اسکے ساتھ سیاہ کریں یا سفید؟ ہم لوگ ان کے کسی معاملے میں نہیں پڑ سکتے۔۔" اب کے وہ ذرا نرمی سے بولا۔

"بیسٹ فرینڈ ہے وہ میری۔۔اسے میری ضرورت ہے بھائی۔۔" اس نے نظریں اٹھاتے ہوئے،ان سے بات کرنے کی جسارت کی۔

"اس نے مانگی تم سے ہیلپ؟؟" راحت کو اسکی بات پہ واقعی غصہ آگیا تھا۔

"کیا یہ شرط ہے کہ جب دوست ہیلپ مانگے تو ہی اسکی ہیلپ کی جاسکتی ہے؟ " ان کے غصہ کے پیشِ نظر وہ ذرا سکون سے بولا۔

اسکے سوال پہ وہ جز بز ہو کر رہ گیا۔

" سجیل۔۔ سنبھالو خود کو۔۔کیوں اپنی اور اسکی زندگی مشکل بنا رہے ہو؟؟اس طرح

سے تو تم ان لوگوں کا شک اور پکا کر دو گے کہ واقعی وہ تمہارے ساتھ۔۔۔" اسکی ادھوری بات صاف مطلب بیان کر رہی تھی۔

"مجھے اس رات ہی، اسے وہاں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔۔ اسکے ساتھ بھی تو وہی سب ہو رہا ہے جو سب آپیہ کے ساتھ ہوا۔۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب کہ اماں بی کے بیٹوں کے دماغوں میں خناس بھر گیا ہے۔۔ عزت کی بات کرتے ہیں یہ کمینے لوگ۔۔۔ اپنی بیٹیوں پہ اعتبار تو ان کو ہے نہیں۔۔ عزت بھلا کہاں دیں گے اسے۔۔" اس نے گاڑی کے شیشے پہ زور سے ہاتھ مارا۔

"سجیل۔۔" وہ تڑپ کر بولے۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ تمہاری دوست ہے۔۔ مگر اب۔۔اب وہ کسی کی بیوی ہے ۔۔۔ اسے تمہاری ضرورت ہو گی بھی تو وہ کبھی تم سے ہیلپ نہیں مانگے گی۔۔" انہوں نے اسے سمجھایا۔

"بھائی۔۔آپیہ کی حالت آپکے سامنے ہے۔۔تو سوچیئے مہر پہ کیا بیت رہی ہو گی؟ کیا اسکے گھر میں ایک بھی مرد نہیں جو اسکا ساتھ دے سکے؟"

بلاشبہ اسکی ایک ایک بات سچ تھی، لیکن اس وقت اسکا وہاں جانا بہت سی جانوں کو عذاب میں ڈال سکتا تھا۔

****

"جی چاہتا ہے اسی ٹیکسی سے کود کر اپنی جان دے دوں۔۔" وہ زیرِ لب خود سے بولی۔ اسکے کہے الفاظ اس تک صاف پہنچ گئے تھے۔ تبھی اس نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔" وہ ٹیکسی میں اسکے برابر میں بیٹھی، اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جو اسکے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ چھوڑو مجھے۔۔" وہ پھر سے بولی۔

ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی کے سامنے والے شیشے سے دونوں کو الجھتے ہوئے دیکھا۔

"باجی کوئی مسئلہ ہے؟ " آخر اس نے خدمتِ خلق کو اپنا فرض سمجھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ یہیں سائیڈ پہ اتار دیجیے۔۔" اس نے اسے گھورا تو اس نے زور آزمائی بند کی۔

ٹیکسی سے اترتے ہی اس نے اسکا ہاتھ چھوڑا۔اور ٹیکسی والے کو کرایہ دیا۔

"تم اس کو بھگا کر لے کر جا رہا ہے صاحب ؟" اس نے اسے بقیہ پیسے واپس دیئے۔

اسکا سوال سن کر اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔اسکے ساتھ کھڑی مہر نے ٹیکسی ڈرائیور کو خوب غصہ سے دیکھا تو اس نے اس پر سے اپنی نگاہیں ہٹائیں۔

اس نے بقیہ رقم اس سے پکڑی اور وہاں سے نکلنے کی کی۔

بس اسٹیشن پہ پہنچ کر اس نے گاڑی کی ٹکٹیں لیں۔

"خدا کے لیئے۔۔ایسے بیہیونہ کرو۔۔کم از کم فیصل آباد جانے تک تو۔۔" وہ اس سے التجائیہ انداز میں بولا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا پلیز۔۔" اب کے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے بے چارگی سے دیکھا۔

"تو کہاں جاؤ گی؟؟" اس سے پہلے وہ اس سے کچھ کہتی،دو پولیس اہلکار ان کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔

"کون ہو تم دونوں؟ کہاں جا رہے ہو؟" انکی بارعب آواز سن کر وہ خوفزدہ ہو کر رہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گئی۔

"فیصل آباد جا رہے ہیں۔۔" اس نے بے خوف ہو کر، پراعتمادی سے جواب دیا۔

"آپس میں کیا رشتہ ہے تم دونوں کا۔۔"

"بیوی ہے یہ میری۔۔" اس نے صاف الفاظ میں کہا۔

"نکاح نامہ دکھاؤ۔۔" اس کے سوال پہ مہر کو اس پہ شدید غصہ آیا۔

"نکاح نامہ لے کر کون پھرتا ہے؟" اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"اس بس اسٹیشن میں ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں۔۔ان سے چھان بین کر لیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔۔"

اس نے آنکھوں کے اشارے سے اسے پولیس والے سے الجھنے سے منع کیا۔

"ارے بی بی۔۔ ہمیں تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں۔۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے شکایت کی ہے اس لڑکے کی۔۔زبردستی کر رہا ہے یہ تمہارے ساتھ؟ بتاؤ؟ اسے ابھی کے ابھی پھینٹی پڑے گی تو ساری ہیرو گری نکل جائے گی اس کی۔۔" اس سے پہلے وہ اسے پکڑتا، مہر نے اسے روکا۔

"نہیں۔۔ایسا نہیں ہے۔۔ یہ۔۔" مہر کا اپنے لیئے پرواہ دیکھ کر وہ نیم انداز میں زیرِلب مسکرایا۔

"یہ لیجیئے۔۔۔اور مجھے امید ہے کہ اس سے آپکو تسلی ہو جائے۔۔"

اسکی جیب سے نکاح نامہ برامد ہوتا دیکھ کر مہر کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔

****

"جینی۔۔ جینی۔۔ " شماز سیکنڈ فلور پہ آتے ہی اسے اوازیں لگانے لگا جو اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔

"یہ جا رہی ہے یہاں سے شماز۔۔" علینہ نے اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے کہا۔

"جینی۔۔سچ کیا ہے؟ مہر بھی کچھ بتانا چاہتی تھی۔۔اور اب تم بھی۔۔۔"

"کیوں؟" وہ اپنے کپڑے تہہ لگاتے لگاتے رکی۔"اب کیوں جاننا ہے؟ جب وہ چیخ چیخ کر بتا رہی تھی،تب تو کسی نے سنا نہیں۔۔اور اب۔۔" اس نے ترس کھا کر اسے دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے بولی۔

"پلیز بھائی۔۔اب اگر شاہ ویز نے اسکے لیئے اسٹینڈ لے ہی لیا ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو کوئی سچ بتانا بھی چاہیئے۔ صرف ایک گزارش ہے۔۔ مہر پہ گھر سے بھاگنے کا الزام مسترد کر دیجیئے۔۔ وہ بے گناہ ہے۔۔ بے قصور ہے وہ۔۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"جینی۔۔ خدا کے لیئے۔۔ مجھے سچ جاننا ہے۔۔"

"پلیز۔۔ شماز بھائی۔۔ ڈر گئی ہوں آپ سب سے۔۔ آپ سب ایسے تو نہ تھے۔۔" وہ دکھ سے بولی۔ "اور کیا پتہ سچ جاننے کے بعد بھی آپ بھی ماموں جان کی طرح اپنے بھائی کو ہی امپورٹنس دیں۔۔ ویسے بھی۔۔ اب سچ کو گولی ہی ماریں۔۔ اور جیئں اپنی یہ مصنوعی زندگی۔۔ جس میں صرف اور صرف آپ لوگوں کی زندگیاں ہی اہم ہیں۔۔" اس نے سوٹ کیس کو بند کیا اور موبائل پہ کال ملاتے ہوئے ڈرائیور کو آنے کے لیئے کہا۔

"جینی۔۔ میں چھوڑ آتا ہوں تمہیں۔۔" اسکی پیشکش پہ علینہ نے جینی کو اشارۃََ ،اسکے ساتھ جانے کے لیئے کہا تو چاروناچار اسے خاموشی سے اسکے ساتھ جانا پڑا۔

****

"یہ تمہاری جیب میں کیسے ؟ " ڈیوو بس کا انتظار کرتے ہوئے دونوں پلیٹ فارم پہ بیٹھے تھے۔

"اماں بی کو سب بتانے کے بعد میں ساری رات بیقرار رہا۔۔ پہلی دفعہ مجھے احساس ہوا کہ میں واقعی غلط ہوں۔۔ اسی رات سوچ لیا تھا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔ لیکن۔۔" اسکی زبان کنگ ہو کر رہ گئی۔ اسکی حالت دیکھ کر اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"پھر؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پھر وہ چلی گئیں۔۔ ہماری وجہ سے۔۔ بلکہ نہیں۔۔ میری وجہ سے۔۔ صرف میری وجہ سے۔۔" اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"چاہا کہ تم سے بات کروں۔۔ لیکن تم نے ہر ایک سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔ سوچا آج تمہیں لے کر کورٹ میں جاؤں گا۔۔ یہ نکاح نامہ اسی غرض سے اپنی جیب میں ڈالا تھا کہ تمہارے سامنے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔۔ اس سے پہلے میں ایسا کر پاتا ۔۔ ابا نے میرے ہاتھ سے گری گھڑی انکے کمرے میں دیکھ لی۔۔" وہ مایوسی سے بولا۔

"تو ابھی بھی وقت ہے۔۔چلتے ہیں کورٹ۔۔" وہ بے پرواہی سے بولی۔

اسکی بات سن کر اس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔ "ابھی کس طوفان سے گزر کر آئے ہیں اور تم ہو کہ ابھی بھی۔۔"

"ہاں تو کیا کروں؟ کیا کروں میں؟ تمہاری وجہ سے میرے اپنے میرے نہیں رہے ۔۔تمہیں اب احساس ہو رہا ہے تو میں اس احساس کا کیا کروں؟ اچار ڈالوں؟؟ کیا پتہ تم اب بھی پہلے کی طرح ڈرامہ کر رہے ہو۔۔" اسکے الفاظ بمشکل ہی اس کے حلق سے نکلے تھے۔

اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے پانی کی صورت بہہ رہے تھے، جسے ضبط کرنے میں وہ ناکام ہی رہی۔

"کیا چاہتی ہو تم؟"وہ ندامت سے نظریں جھکا کر صاف الفاظ میں سوالیہ بولا۔

"تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔ لیکن تم میری چاہت مجھے دے نہیں سکتے۔۔اگر کچھ دے سکتے ہو تو میرے پاپا کا اعتبار مجھے واپس لا دو۔۔ کر سکتے ہو تم ایسا ؟ بولو؟؟" اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہا جو ندامت کے مارے زمین میں

گڑھے ہوئے تھیں۔ آخر اس نے ہتھیار ڈال ہی دیئے۔

"مہر۔۔ کورٹ چلتے ہیں۔۔ آج ہی قانونی طور پر میں تمہیں اپنے اور تمہارے اس رشتے سے۔۔"

"بس۔۔ یہی کر سکتے ہو تم۔۔ تو منہ زبانی کہو نا۔۔" وہ اپنا سانس بحال کرتے ہوئے بولی۔

"تو یہی تو چاہتی ہو تم۔۔ اب اس طنز کا مقصد جان سکتا ہوں میں؟" وہ اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ اسکے برابر میں آ کھڑی ہوئی۔

"یہ ہے وجہ۔۔ یہ ہے وہ زنجیر جو میرے سر پر ہے۔۔"

اس نے اپنی چادر کو ہاتھ لگا کر اسے کہا۔

"پہلی اور آخری مرتبہ مجھ پہ بھروسہ کر لو۔۔ پلیز۔۔۔ صرف کچھ دن۔۔ اسکے بعد میرا وعدہ ہے تم سے۔۔ تمہارے پاپا نہ صرف تمہیں اپنائیں گے بلکہ تمہاری اس رشتے سے بھی جان چھڑوا دیں گے۔۔" وہ پورے وثوق سے بولا۔

"تم جیسا انسان صرف خواب ہی دکھا سکتا ہے۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

******

**

"وہ سجیل کے ساتھ بھاگی نہیں تھی شماز بھائی۔۔ بلکہ سجیل سے میں نے ہی مدد مانگی تھی کہ وہ اسے وہاں سے جا کر لے آئے۔۔ شاہ ویز کا کیا سب کیا دھرا سجیل کے آگے آ گیا۔۔اور مہر۔۔اسکا حال تو آپکے سامنے ہی ہے۔۔"

اسکے منہ سے سارا سچ سننے کے بعد وہ ہکا بکا رہ گیا۔

اسکی کہی ایک ایک بات سن کر اسکے ہاتھ سے گاڑی بے قابو ہونے لگی۔اس نے گاڑی کو ایک سائیڈ پہ بریک لگائی اور اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا یہ سب ابا کو بھی پتہ ہے؟" اس کے منہ سے پہلا سوال ہی یہ نکلا جس پہ اس نے اثبات میں گردن ہلا کر جواب دیا۔

"ان بلیوایبل۔۔"اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ "تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟بہت ظلم ہو گیا ہم سے جنت۔۔بہت بڑا ظلم۔۔" اسکی زبان کانپنے لگی ۔ "جس انسان نے ہماری عزت کو بے عزت کیا ہم نے اسی کو ہی اپنی بیٹی سونپ

دی۔۔" اسکا سانس پھول سا گیا تھا۔

"میں نے ایک ایک لفظ ماموں جان کو بتایا تھا۔۔لیکن۔۔" وہ مایوسی سے بولی ۔ "مجھے لگا کہ وہ اسکے ساتھ کچھ بھی برا نہیں ہونے دیں گے۔۔لیکن۔۔" اسکی آواز میں بھی لغزش تھی۔

"جنت۔۔بہت بڑا ظلم ہو گیا ہے مجھ سے۔۔ وہ مجھ سے چیخ چیخ کر کہتی رہی کہ وہ بے قصور ہے۔۔بے گناہ ہے۔۔لیکن۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ "میں بھی اپنے ابا کی طرح خود غرض نکلا۔اپنے بھائی پہ ہی اعتبار کیا۔۔" جینی نے دکھ بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کتنا مان تھا اسے مجھ پہ؟ ہر بات کے لیئے میرے پاس بھاگ کر آجایا کرتی تھی کہ میں اسکا ساتھ دوں گا۔۔لیکن۔۔میں نے ہی۔۔خود میں نے۔۔اپنے ان ہاتھوں سے اسکے سر پر سرخ دوپٹہ اوڑھایا۔۔وہ سرخ دوپٹہ نہیں بلکہ اسکے ارمانوں کا خون تھا۔۔ایک بہن کا بھائی پہ اعتبار کا خون۔۔" اسکے ذہن میں ایک ایک چیز گھوم رہی تھی۔ایسا لگ رہا تھا، جیسے وہ منظر اسکے سامنے دوبارہ سے آگیا ہو۔

--

• بھرم

"میں اگر شماز بھائی کو پہلے بتا دیتی تو شاید۔۔۔" وہ کھانے کی میز پہ بیٹھی گہری سوچ میں محو تھی۔

مسز ہارون اسکے قریب آئیں۔

میز پہ چکن نہاری، بریانی اور سلاد کی پلیٹ سجی ہوئی تھی، جو کسی کا بھی دل للچانے کے لیئے کافی تھی۔ لیکن اسے اس سب سے کہاں غرض؟؟

"کیا ہوا؟ بیٹا؟ کھانا شروع نہیں کیا ابھی تک؟"

"جی آپکا انتظار کر رہی تھی۔۔" وہ اپنے خیال سے نکلی۔

"چلو کھانا شروع کرو۔۔" وہ کرسی پہ بیٹھی۔

ہارون صاحب بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔ "کیسی طبعیت ہے بیٹی؟"

"جی ٹھیک ہوں۔۔" وہ آسودہ سی مسکان لیئے بولی۔

انہوں نے ایک نظر مسز ہارون پہ ڈالی جنہوں نے اسے اشارۃََ اسے تسلی دینے کے لیئے کہا تو انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں اس سے بات جاری رکھی۔

"بیٹا ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔نو ڈاؤٹ ان کا چلے جانا بہت بڑا لاس ہے۔۔ لیکن اللہ کے کاموں میں بھلا کب کوئی دخل دے سکتا ہے۔۔"وہ اسکے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے تو وہ آبدیدہ ہوئی۔

مسز ہارون نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اسے دلاسا دیا۔

"جہانگیر کا فون آیا تھا۔بتا رہا تھا کہ پرسوں کی آپکی ٹکٹ بک کروادی ہے۔۔"وہ اسکے سامنے بیٹھے۔

"ہاں یہ ٹھیک کیا۔۔وہاں جاؤں گی تو ذرا نارمل ہو جاؤں گی۔"انہوں نے پلیٹ میں اسے چاول نکال کر دیئے۔

"صبح اپنی خالہ سے بھی مل آنا۔۔"انکی بات سن کر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اماں بی کے جانے کے بعد وہ کافی اداس ہونگی۔۔بلکہ میں صبح تمہارے ساتھ ہی چلوں گی۔۔"

انکی زبان سے اپنے ان کہے لفظوں کو سن کر وہ رشکیہ انداز میں مسکرائی۔

شروع دن سے ہی انکا اسکے ساتھ نرم اور عاجزانہ رویہ تھا۔جسے وہ اپنی سب سے بڑی

خوش قسمتی سمجھتی تھی۔

☆☆☆☆☆

"یہ کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے؟؟"فیصل آباد بس اسٹیشن پہ اترتے ہی اس نے پہلا سوال کیا۔

"برائے مہربانی چپ رہو۔۔"وہ خاصا اکتایا ہوا تھا۔

"وجہ؟؟؟"

"کچھ دیر پہلے جو ڈرامہ ہوا ہے۔وہ ہے وجہ۔۔اب کم از کم یہاں میں وہ سب افورڈ نہیں کر سکتا۔۔"اس نے معنی خیز نظروں سے اسے گھورا تو وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

اس نے ٹیکسی کو روکا تو دونوں اس میں سوار ہوئے۔اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ایڈریس سمجھایا۔اور محسن کال ملائی۔

"بس تھوڑی دیر میں آ رہے ہیں۔۔"

وہ یہ سب کس سے کہہ رہا تھا؟اسے اس بات کا خاصا تجسس ہوا۔لیکن وہ اس سے پوچھنے کی جسارت نہ کر پائی۔

گاڑی ایک بڑی سی عمارت کے سامنے رکی۔

اس نے ٹیکسی والے کو کرایہ دیا اور اسے لے کر اس عمارت کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"یہ کہاں لائے ہو مجھے؟؟" وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

اس نے ایک لمحے کے لیئے اسکی آنکھوں میں دیکھا، جس سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ تبھی اس نے اسے اسکے انداز میں ہی جواب دینا مناسب سمجھا۔

"میں نے کچھ سمجھایا تھا تمہیں شاید۔۔" وہ نیم برہم لہجہ میں بولا۔

"تم مجھے کہیں بھی لے آؤ اور میں تم سے سوال بھی نہ کروں؟" وہ جنجھلائی۔

"تمیز سے۔۔" اس نے اسے آواز نیچی رکھنے کا اشارۃً کہا۔ کیونکہ محسن لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے انکی طرف آرہا تھا۔

"سلام بھابھی۔۔" اس نے شاہ ویز سے مصافحہ کیا اور مہر کو سلام کیا۔ اسکے منہ سے اپنے لیئے بھابھی سن کر اس نے شاہ ویز کو خوب گھورا۔

"کیا ہوا؟ کچھ برا کہہ دیا میں نے؟ آپ نے تو سلام کا جواب ہی نہیں دیا۔۔" محسن خاصا

پریشان ہوا۔

"وعلیکم السلام۔"اس نے براسا منہ بنا کر کہا۔

"یار بہت تھک گئے ہیں۔۔کیا ہمیں یہیں کھڑا رکھنے کا ارادہ ہے تمہارا؟"شاہ ویز نے تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اسے یاد دلایا۔

"اوہ۔ہاں۔آؤ۔نمی کب سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہی ہے۔۔"اس نے اپنے سر پہ ہاتھ مارا۔

دونوں اسکے ساتھ لفٹ میں داخل ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆

"کیا واقعی شاہ ویز بدل چکا ہے؟یا صرف میری نظروں کا دھوکہ ہے؟"وہ لیمپ کی روشنی میں بیٹھی،آج ہونے والے واقعے کو سوچ رہی تھی۔لائٹ کو آن آف کرتے ہوئے،وہ خاصی الجھ چکی تھی۔

"مہر کا خیال تو رکھے گا ناوہ۔۔"اس نے گویا خود سے سوال کیا۔

وہ اپنے خود سے کیئے گئے سوال سے چونک اٹھی۔اس نے فوراً سائیڈ ٹیبل سے اپنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موبائل اٹھایا اور اسکا نمبر ڈائل کیا۔

"معزز صارف! آپکا مطلوبہ نمبر فی الحال میسر نہیں۔۔کچھ دیر بعد کال کریں۔۔شکریہ۔"

ایسا تیسری چوتھی مرتبہ ہو رہا تھا۔وہ دونوں کا یکے بعد دیگرے کال کر رہی تھی۔ مگر بے سود۔

دوسری طرف وہ دونوں آپس میں خاصے الجھے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر کسی صورت بھی محسن کے فلیٹ پہ رہنے کے لیئے رضامند نہیں تھی۔ جبکہ وہ اسے بار بار سمجھاتے ہوئے تقریباً تھک چکا تھا۔

"مہر صرف کچھ دن۔۔اس کے بعد میں۔۔"

"بس۔۔۔"وہ جنجھلائی۔

"بڑی باتیں کر کے مجھے لے کر آئے تھے اپنے ساتھ۔۔آخر کیوں؟ جب تایا ابا تمہیں گھر کے کاغذات سونپ رہے تھے،ان سے کیوں نہیں لیئے وہ؟"وہ اسے ایک سے بڑھ کر ایک بات سنانے میں مصروف تھی۔

"مہر۔۔کیا بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو تم؟اور پلیز۔۔خدا کے لیئے مہر۔۔اپنا والیم آہستہ رکھو۔۔"اس کی آواز تھوڑی اونچی ہوئی تو اس نے اسے التجائیہ انداز میں سمجھایا۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔سمجھے تم۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے ذرا آہستہ آواز میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تو وہ تناؤ کا شکار ہوا۔

"ٹھک۔۔ٹھک۔۔"دروازے پہ جوں ہی دستک ہوئی تو دونوں کے مابین کشیدگی کا سلسلہ کچھ دیر کے لیئے رک سا گیا۔

"شاز۔۔کھانا تیار ہے تم اور بھابھی آجاؤ۔۔"محسن نے اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

"بھابھی۔۔"اس کا منہ غصہ سے بھر گیا تھا۔

"اسے سمجھا دو۔ایک بار اور مجھے بھابھی کہا تو منہ توڑ دوں گی اس کا۔۔"اسکا جارحانہ انداز دیکھ کر وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔

"تم چل رہی ہو میرے ساتھ کھانے کے لیئے؟"اس نے دوٹوک سوال کیا تو اس نے آنکھوں کو گول کرتے ہوئے سوالیہ انداز سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ پھر وہ تمہیں بھابھی کہے گا اور اپنی جان سے جائے گا۔۔"اس کے انداز میں

شرارت تھی۔ وہ نیم انداز میں مسکراتے ہوئے اسکے پاس سے ہٹا اور کمرے کے باہر چلا گیا۔

"کہاں پھنس گئی ہوں میں۔۔ کہیں پھر سے تو اس پہ بھروسہ کر کے میں غلطی تو نہیں کر رہی ہوں؟" اس نے خود پہ اوڑھی، اماں بی کی چادر کو اتارا اور تہہ کرتے ہوئے کرسی پہ رکھا۔

"اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔" جوں ہی وہ کرسی پہ بیٹھی، اسکے ذہن میں آج صبح ہونے والا منظر گھومنے لگا۔

"اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔۔" اس کے یہ الفاظ بارہا اسکے ذہن میں گردش کرنے لگے تھے۔

"جینی۔۔ تم تو اس سے اچھے سے واقف تھی۔ تم نے کیسے یہ سب کہہ دیا؟" اس نے خود کلامی کی۔

اسکا جی چاہا کہ وہ اس سے بات کرے لیکن ایسا ہونا ناممکن سا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنا فون ساتھ رکھا ہی نہیں تھا۔ اتنی مہلت ہی کہاں ملی تھی اسے؟

رات گئے وہ راکنگ چیئر پہ ہی بیٹھی رہی۔ مگر شاہ ویز نے کمرے میں قدم تک نہ رکھا۔ بلکہ اسے باہر لاؤنج سے دونوں (محسن اور شاہ ویز) کے لڈو کھیلنے کی آوازیں اونچا اونچا ضرور آرہی تھیں۔

سورج کی کرنیں اسکے چہرے پہ پڑی ہی تھیں کہ اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں۔

پوری رات گزر گئی لیکن اس نے ایک لمحے کے لیئے بھی اسکی حالت دریافت کرنے کے لیئے اسکی خبر تک نہ لی۔

بھوک سے اسکا حال برا ہو رہا تھا۔ وہ اٹھی، ہاتھ منہ دھویا اور سائیڈ ٹیبل پہ پڑے گلاس میں بوتل سے پانی ڈالتے ہوئے وہ بمشکل ہی دو گھونٹ اپنے حلق میں اتار پائی تھی۔

کل صبح جو جوس شماز نے اسے پلایا تھا، اس نے صرف وہی پی رکھا تھا۔

چوبیس گھنٹے گزر گئے لیکن روٹی کا ایک نوالہ بھی اسکے حلق میں نہ گیا۔ بھوک کے مارے اسکی آنکھوں سے اب آنسو آنا شروع ہو گئے تھے۔

اس نے ادھر، ادھر دیکھا لیکن کہیں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی۔ آخر اس نے

الماری کھولی اور اس میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔الماری میں کپڑے کافی حد تک بکھرے پڑے تھے اور ان میں ایک شاپر میں لپٹی ہوئی فینائل کی گولیاں بڑی احتیاط سے رکھی گئیں تاکہ الماری میں کوئی کیڑا وغیرہ نہ گھس سکے،اگر گھسے بھی تو کپڑوں کو نقصان پہنچانے سے پہلے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اس نے جوں ہی شاپر کو کھولا تو ایک سانس روکنے والی بدبو سے اسکا سامنا تھا۔اس نے گولیوں کو ہاتھوں میں پکڑا اور اپنے ناک کے قریب کیا۔

"اخ۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔" وہ زیرِلب خود سے بولتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہوئی۔ ایک سے بڑھ کر ایک خیال اسکے ذہن کو جنجھوڑ رہا تھا۔وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔

****

علی الصبح مسز ہارون اور وہ سات بجے کے قریب تابینہ کے ہاں پہنچیں۔

"امید ہے ہمارے اس وقت آنے میں آپکو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں ہوا ہوگا۔۔" مسز ہارون معذرتانہ انداز میں بولیں تو تابینہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے

انہیں بے فکری کا احساس دلایا۔

"پریشانی بھلا کیا ہو گی؟ آپکا اپنا گھر ہے۔۔"

انہوں نے ایک نظر سامنے صوفے پہ براجمان، راحت صاحب کو دیکھا، جن کا پورا دھیان جنت پہ تھا، جو کچھ بھی بولنے سے عاری تھی۔

"اصل میں مجھے کلینک کے لیئے نکلنا تھا۔۔ سوچا جاتے جاتے جنت کو آپ کے پاس چھوڑ جاؤں۔۔ رات میں اسے پِک کرلوں گی۔۔ بہت مِس کر رہی تھی یہ آپکو۔۔ ویسے بھی کل شام میں اسکی فلائٹ ہے۔۔ سوچا آپ سے مل لے گی تو اچھا فیل کرے گی۔۔" انہوں نے تمہید باندھتے ہوئے ساری بات واضح کی تو تابینہ کو انکے خلوص پہ پیار سا آگیا۔

"بہت بہت شکریہ۔۔۔"

"نہیں۔۔ اس میں شکریہ کی کیا بات۔۔" انہوں نے جنت کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بس خاموشی سے زمین کو دیکھے جا رہی تھی۔

انہیں اسکی خاموشی ذرا عجیب تو لگی مگر اپنا وہم جانتے ہوئے انہوں نے اسے اگنور ہی

کیا۔

"میں چائے لاتی ہوں۔۔" وہ اسکے پاس سے اٹھی ہی تھی کہ انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

"چائے ہی کیوں؟ آپ اپنی بھانجی کو اچھا سا ناشتہ کروایئے۔۔ میں چلتی ہوں۔۔ میری ڈیوٹی کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔" انہوں نے اپنے بیگ کی سٹریپ کو اپنے کندھے پہ لٹکایا اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"آپ ناشتہ کر کے جاتیں تو ہمیں اچھا لگتا۔۔" وہ بھی انکے برابر کھڑی ہوئیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔ شام کے کھانے پہ ملتے ہیں۔"

انہوں نے گویا خود کو خود ہی دعوت کے لیئے مدعو کیا تو وہ پر مسرت ہوئیں۔

****

اس نے کمرے میں قدم رکھا تو اس نے اپنے آپ کو نارمل کیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے الگ فلیٹ کے لیئے بات کی ہے محسن سے۔۔وہ کہہ رہا تھا یہیں گیسٹ روم میں ہی رک جاؤ۔۔"اس نے اسکا موڈ آف دیکھا تو گزشتہ رات والی بات کو ہی واضح کرنا مناسب سمجھا۔

"کچھ دن بس۔۔ جلد ہی اچھی نوکری مل جائے گی تو میں الگ فلیٹ ایزیلی افورڈ کر سکوں گا۔۔آئی ہوپ۔۔ تم میری پوزیشن کو سمجھو گی۔۔" اس نے خود کو مجبور پیش کرتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا۔

"تم تو ایسے بات کر رہے ہو جیسے میں ہمیشہ کے لیئے تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں؟" اسکے لہجے سے طنز صاف واضح تھا۔

اسکی بات سن کر اس نے اسکا تنقیدی جائزہ لیا۔وہ بمشکل ہی اپنے پاؤں پہ کھڑی ہو پا رہی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں؟ تم ٹھیک تو ہو؟" اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا،وہ بیڈ پہ ڈھے سی گئی ۔ اسکے منہ سے جھاگ نما چیز نکلنے لگی،جسے دیکھ کر وہ اور زیادہ خوفزدہ ہو کر رہ گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟کیا کھایا ہے تم نے؟؟" اس نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔

اسکے گہرے سیاہ بال اسکے کندھے پہ گرنے لگے تھے۔ وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ اسے اسکی سانسیں اکھڑنے کی آواز صاف صاف سنائی دے رہی تھی۔

"مہر؟؟ مہر؟؟ تم ٹھیک ہو؟؟ مہر؟؟ مہر؟؟میری آواز آرہی ہے تم تک ؟مہر؟؟ مہر؟؟" اسکی آواز نے زور پکڑا تو محسن اور نمی بھاگتے بھاگتے گیسٹ روم کی طرف بھاگے۔

وہ اسے بانہوں میں لیئے اونچا اونچا رو رہا تھا۔جوں ہی دونوں کا دھیان مہر پہ پڑا تو دونوں کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔اسکے منہ سے سفید جھاگ نکلے جا رہی تھی۔اور اسکے ہاتھ پاؤں بری طرح سے کانپ رہے تھے۔

اس نے فوراََ سے ایمبولینس کو کال کی۔

****

****

"کیا بات ہے جنت بیٹی ؟اتنا اداس کیوں ہو؟" راحت صاحب ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے اسکی طرف دیکھ کر بولے۔

جواباً اُس نے صرف رونے والے انداز سے انہیں دیکھا تو انکا دل تڑپ کر رہ گیا۔

"خفا ہو مجھ سے؟؟" انہوں نے خود سے اخذ کرتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔بالکل بھی نہیں۔۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

وہ کچن سے باہر آئی اور ناشتہ میز پہ لگاتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھ کر سوالیہ بولی۔

"خیر ہے؟ مجھے تو لگ رہا تھا آپ لوگ خوب گپیں لگا رہے ہوں گے۔" اس نے تھرماس سے چائے کے کپوں میں چائے نکالی۔

اب وہ کپ ان کے سامنے رکھ رہی تھی، مگر پھر بھی دونوں کی طرف سے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا تھا۔

"سجیل اٹھا نہیں ابھی تک؟" اس نے راحت صاحب سے پوچھا تو اسکے دل کی دھڑکن رک سی گئی۔اور کیوں نہ رکتی؟ اسکا نام ہی ایسا تھا جسے چاہ کر بھی وہ اپنے ذہن کے نقشے سے کبھی ہٹا ہی نہ پائی۔

"اٹھ جائے گا خود ہی۔۔چھوڑو۔۔" انکے لہجے میں اسکے لیئے بے پرواہی دیکھ کر اسے تشویش ہوئی لیکن اس نے دونوں میں سے کسی کو کچھ بھی محسوس نہ کروایا۔

"ارے؟ایسے کیسے ؟ آپ لوگ ناشتہ شروع کیجیئے۔۔میں اسے بلا کر لاتی ہوں۔۔" تابینہ کرسی پہ بیٹھتے بیٹھتے رکی اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کاریڈور سے ہوتے ہوئے اسکے کمرے تک آن پہنچی، جہاں وہ دنیاومافیہا سے بے خبر لمبی تانے سو رہا تھا۔

"سجو؟ میری جان۔۔" وہ اسکے قریب بیٹھی اور اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے ذرا محبت سے بولی۔

اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور پھر بے دلی سے منہ بناتے ہوئے ، سر پہ تکیہ رکھ کر دوبارہ لیٹ گیا۔

"سجیل۔۔کیوں خفا ہو ہم سے ؟ "

انکے سوال پہ اس نے تکیہ ایک سائیڈ پہ رکھا اور بیڈ پر سے اٹھ بیٹھا۔

"خفا؟کیوں ؟کیوں ہوں گا میں خفا؟" لہجے میں طنز صاف عیاں تھا۔

اسکی سوجھی ہوئی آنکھیں صاف بتا رہی تھیں کہ اس نے ساری رات جاگ کے گزاری ہے۔

"سوئے نہیں رات بھر؟"

"جب آپ عذاب کی کیفیت میں ہوں تو رات بھر نیند کہاں آتی ہے آپیہ؟؟" اسکے حلق سے بمشکل ہی آواز نکل پائی تھی۔

"سجیل۔۔خدا کے لیئے آگے بڑھو۔۔تمہارے ماضی میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، جسے تم یاد کرو۔۔کیونکہ وہ اب کسی اور کا ہو چکا ہے۔۔" اسکی بات سن کر وہ زخمی انداز میں مسکرایا۔

"وہ تو میری کبھی تھی بھی نہیں۔۔وہ جس کی تھی، اسکی ہو چکی۔۔لیکن مہر۔۔" کہتے کہتے اسکی زبان رک سی گئی۔

"مہر؟؟" اسکی ادھوری بات پہ اس نے تجسس کا اظہار کیا۔

"اسکا کیا قصور تھا؟آپ بھی تو وہیں تھیں آپیہ؟ ہونے دیا اسکے ساتھ اپنے جیسا ظلم؟؟" اسکی آنکھوں کے کنارے تک دکھ سے بھیگ گئے تھے۔

"سجو۔۔تم مہر سے کیا محبت؟؟" اس نے معنی خیز نظروں سے اپنی ادھوری بات سے اس سے سوال کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں۔۔اس سے کہیں زیادہ۔۔اسکا دکھ مجھے یہاں فیل ہوتا ہے آپیہ ۔۔یہاں۔۔" اس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بتایا تو اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"ضروری نہیں کہ میرا اسے سوچنا محبت ہی ہو۔۔ہاں میں اپنی چاہت میں اسکی دوستی کو نجانے کب بھول گیا؟ مجھے اندازہ ہی نہ ہوا۔"اس نے صاف لفظوں میں اسے اسکے کیے گئے سوال کی وضاحت دی۔

"خود کو سنبھالو پلیز۔۔" اس نے اسے تسلی دی تو اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔

"اچھا چلو۔جلدی سے ہاتھ منہ دھو کر آجاؤ۔ناشتے کے لیئے ہم سب انتظار کر رہے ہیں تمہارا۔۔آجاؤ۔۔"

"ہم سب؟ " اسکی حیرت واضح تھی۔

"ہاں۔۔میں،تمہارے بھائی اور۔۔" وہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی مگر اسے تجسس میں ضرور ڈال گئی تھی۔

"اور؟؟" اس نے پوچھنا چاہا مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

دوسری طرف ناشتے کی میز پہ وہ دونوں اسکا انتظار کر رہے تھے۔

"ایک تو یہ دونوں۔۔ ان کی گپیں ہیں کہ کبھی ختم ہی نہیں ہوں گی۔۔ تم چائے لو بیٹی ۔۔" اس نے خوشگوار موڈ میں کہا۔

"جی۔۔" اس نے کپ کو اٹھایا، جس کے کناروں کو وہ رگڑتے ہوئے، کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔

"میری وجہ سے اگر کبھی بھی تمہارا دل دکھا ہو تو مجھے معاف کرنا بیٹی۔۔" انکے لہجے میں شرمندگی واضح تھی۔

انکے الفاظ سن کر وہ چائے کا گھونٹ بمشکل ہی حلق سے نیچے اتار پائی تھی۔

"جو ہوا اسے جانے دیجیئے انکل۔۔ شاید ایسا سب لکھا تھا۔۔" تابینہ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی دونوں کو دکھائی دی تو راحت صاحب نے بات کا رخ بدلا۔

"آیا نہیں پھر؟؟" انہوں نے شرارتی انداز سے اسے چھیڑا تو وہ ناراض سی ہو گئی۔

"ایک تو آپ اسکے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔۔ آجاتا ہے میرا سجو۔۔" وہ کرسی پہ انکے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

برابر اور جنت کے سامنے بیٹھی۔

"شاید میری وجہ سے وہ آنا نہیں چاہتے ہوں گے۔۔" اس نے بلاتاخیر اسکے نا آنے کی وجہ بیان کر ڈالی۔

دونوں نے ٹکر ٹکر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ بلکہ اسے تو پتہ بھی نہیں ہے کہ تم یہاں آئی ہو۔۔" تابینہ نے اسکی غلط فہمی دور کرتے ہوئے اسے گہری نگاہ سے دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور جہانگیر کیسا ہے؟ بات ہوئی ہے اس سے؟" وہ جیسے اسکے اندر کچھ ٹٹولنا چاہتی تھی۔

"جی۔۔وہ تو میرے بناء کافی اداس ہیں۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرائی۔

"اور تم؟؟" اسکے سوال پہ راحت ہڑبڑا سا گیا۔اس نے کہنی مار کر اسے اشارۃً چپ رہنے کا کہا۔

"ظاہر ہے۔۔میں بھی۔۔ بہت خیال رکھتے ہیں وہ میرا۔۔ابھی بات منہ سے نکالی ادھر وہ بات پوری کر دیتے ہیں۔۔" وہ تشکر سے مسکرائی تو تابینہ کے دل کو کچھ تسلی

ہوئی۔

اس نے اسکے سامنے سینڈوچ رکھا اور ساتھ ہی ساتھ اسکے کپ میں تھرماس سے گرم چائے کو انڈیلا۔

"مہر کے بارے میں جان کر کافی دھچکا لگا ہے اسے۔۔ رات رات بھر سو نہیں پاتا سجیل۔۔ اسے لگتا ہے کہ سب اسکی وجہ سے ہوا۔ نہ وہ اسے وہاں سے لاتا نہ یہاں یہ سب ہوتا۔۔"

اسکی زبانی یہ سب جان کر اس نے تاسف بھری نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔ اصل وجہ تو وہ تھی۔ لیکن دونوں نے سب جانتے بوجھتے بھی ایک دفعہ بھی اسے ملزم نہ ٹھہرایا۔ ایسا کیوں؟ یہ سوال اسکے دل میں تھا، جسے وہ اندر ہی اندر دبا گئی تھی۔

"اچھا کیا جو تم یہاں آگئی۔۔ اک تم ہی ہو جو اسے سمجھا سکتی ہو۔۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ نہ ہو تو کچھ دیر اس سے۔۔ میرا مطلب ہے کہ وہ۔۔ تم سے ضرور وہ سب کہے گا جو آج کل اسکے دل و دماغ میں چل رہا ہے۔۔" راحت صاحب کی بات پہ اس نے اسپاٹ لہجے میں انہیں دیکھا۔

www.neweramagazine.com

"میں؟ میں کیا کر سکتی ہوں انکے لیئے؟ جب انہوں نے خود ہی خود کے لیئے کچھ نہیں کیا۔" بے اختیار اسکے منہ سے نکلا تھا۔

اسی اثناء میں وہ اپنے کمرے سے باہر آیا۔ جوں ہی اسکا دھیان ڈائننگ ہال پہ بیٹھی جنت پہ پڑا تو اسکے قدم وہیں ساکت ہو کر رہ گئے۔

"اسکے ذہن میں تابینہ کے الفاظ گھومے۔

"ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔"میں، تمہارے بھائی اور۔۔ "

جوں ہی اسکا دھیان اوپر پڑا تو اسے وہاں کھڑا دیکھ کر وہ اٹھی۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتی، وہ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا تھا۔

"یہ یہاں کیوں آئی ہے اب؟" اس نے دروازہ بند کیا اور اسکے ساتھ اپنی پشت لگاتے ہوئے زیرِ لب بولا۔

راحت اور تابینہ دونوں نے یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر جنت کو، جو اسکے اس رویے پہ خاصی چپ سادھ گئی تھی۔

****

******

"نمی۔۔ کپڑوں میں رکھنے والی چیز تھی یہ؟" محسن نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"محسن یہ طریقہ اماں نے بتایا تھا۔۔اور" میں نے تو شاپر میں پیک کر کے ایک سائیڈ پہ رکھی تھی۔مجھے کیا خبر تھی کہ اس قدر معاملہ سنگین ہے دونوں کے درمیان کہ وہ الماری میں موجود کپڑوں میں سے ہی یہ ڈھونڈ نکالے گی۔۔" وہ اچھا خاصا گھبرائی ہوئی تھی۔

"اونہہ۔۔تم اور تمہارے بڑے بزرگوں کے ٹوٹکے۔۔" وہ سخت برہم تھا۔"یہ مر مرا گئی ناتو سیدھا ہم ہی پھنسیں گے۔۔" اسکی بات سن کر نمی کی آنکھیں خوف سے پھیل سی گئیں۔

دونوں آئی سی یو کے باہر ایک سائیڈ پہ کھڑے آپس میں الجھ رہے تھے۔دوسری طرف شاہ ویز مایوسی سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا،ڈاکٹر کی طرف سے بتائی جانے والی خبر کے انتظار میں تھا۔

"دونوں کے الجھنے کی آوازیں دونوں تک صاف آرہی تھیں۔ لیکن اسے اس وقت

صرف پرواہ تھی تو مہر کی۔

"تم اتنا بڑا قدم اٹھا لو گی؟ میں نے سوچا نہیں تھا۔۔" اسکی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔ "تمہارا مجرم ہوں میں۔۔ سزا تو مجھے ملنی چاہیئے۔۔" وہ جیسے خود سے لڑا۔

اسکے ذہن میں کئی دفعہ خیال آیا کہ وہ گھر والوں میں سے کسی کو اطلاع کرے مگر کسی چیز نے اسے ایسا کرنے سے روکے رکھا۔ ایسا گمان ہوتا تھا کہ اسکے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں بندھی جا چکی ہیں۔

"تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیا جواب دوں گا سب کو؟ کتنے مان سے تمہیں، تمہارا ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے سے لے کر آیا تھا۔" یہی وہ الفاظ تھے، جو اسے گھر والوں سے رابطہ کرنے سے روکے ہوئے تھے۔

"بھائی۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" نمی اسکے قریب آکر بولی تو محسن اسکے پیچھے پیچھے آیا۔

"خدانخواستہ اگر اس نے پولیس والوں کو یہ کہہ دیا کہ وہ تمہاری وجہ سے خود کشی کر

رہی تھی تو؟؟؟" اسکی بات بھلے ہی درست تھی لیکن بے موقع تھی۔

اسکی بات سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"محسن۔۔کیا ہو گیا ہے آپکو؟ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ تسلی رکھیں۔۔" اس نے ذرا سختی سے کہا۔

آئی سی یو کی لائٹ آف ہوئی تو تینوں بھاگے بھاگے آئی سی یو کی طرف دوڑے۔

اسٹریچر پہ ڈال کر اسے باہر لایا جارہا تھا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی اور اکسیجن پمپ کی مدد سے سانس لے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شی از بیٹر ناؤ۔۔ لیکن حالت ابھی نازک ہی ہے۔اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ انہیں بروقت لے آئے۔۔" ڈاکٹر صاحبہ نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔

"جب تک ہم ان سے بات نہ کر لیں کوئی انکے قریب تک نہیں جائے گا۔۔" ایک بارعب انسپکٹر نے تینوں کو آگے بڑھنے سے روکا۔

دوسری طرف سے اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا، جہاں ایک نرس اس کے ساتھ تعینات کی گئی تھی۔

"ہوا کیا تھا؟" وہ تفشیشی انداز میں بولا تو شاہ ویز نے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے اسے الف سے یے تک ساری بات بیان کر دی۔

"کیا لگتے ہو تم اس کے؟ "

"جی۔۔یہ بیوی ہے میری۔۔"اس نے جھٹ سے جواب دیا تاکہ وہ خود سے کچھ اور اخذ نہ کر بیٹھے۔

"کتنے روز ہوئے شادی کو؟ کیا زبردستی شادی کی ہے اس سے؟ یا بھاگ کر؟" اسکے سوال در سوال کو وہ ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

"جو اصل بات تھی میں آپکو بتا چکا ہوں۔۔مزید تفشیش کے لیئے۔یہ لیجیئے نکاح نامہ ۔۔اور پلیز اور کوئی تفشیش کرنا باقی ہے تو ذرا جلدی کیجیئے۔۔مجھے اسے دیکھنا ہے ۔۔"اس نے ذرا غصہ سے جواب دیا جو انسپکٹر کو بھایا نہیں۔

اس نے خود کے غصہ کو کنڑول کرتے ہوئے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا تو انسپکٹر کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

"پلیز۔۔" وہ لاچاری سے بولا۔

"او۔کے۔۔او۔کے۔۔" اس نے پر سکون ہو کر کہتے ہوئے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

اسکے لیئے اسکی پرواہ دیکھ کر محسن نے حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔ نمی کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

****

اس نے دستک دی ، لیکن اسے اسکی طرف سے داخلی پیغام نہیں ملا تھا۔اس نے دوبارہ سے دستک دی تو دروازہ تھوڑا سا سرکا۔ جس سے وہ اندر داخل ہوئی۔اسکی پہلی نگاہ اس پہ پڑی جو راکنگ چیئر پہ سگریٹ سلگائے ، سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں محو ہے۔

"مجھے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔آپ شاید یہی سوچ رہے ہوں گے کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں؟" وہ اسکی راکنگ چیئر کے پیچھے کھڑی،اسکی حالت کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں تو بتاؤ؟ کیوں آئی ہو؟" اس نے ذرا بے نیازی سے سوال کیا تو اس نے بھنویں

سکیڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"معافی مانگنے۔۔" اس نے دو لفظوں میں کہا اور وہاں سے جانے کے لیئے اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔

"تمہارا بدلہ پورا ہوا مس جنت کبیر خان۔۔" اسکے الفاظ سن کر اسکے قدم رک سے گئے۔اس نے پلٹ کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جواب کے اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"ہاں۔۔ابھی بھی کوئی حساب میری طرف سے نکلتا ہے تو بتاتی چلو۔۔"اسکے طنز بھرے جملے سن کر اس کا حیرت کے مارے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "اتنا حیران کیوں ہو رہی ہو اب؟یہی تو چاہتی تھی تم۔۔کہ میں اکیلا رہ جاؤں۔۔ دنیا مجھ پہ تھو تھو کرے۔۔۔تو وہی تو ہوا ہے۔۔"اسکی سوالیہ نگاہوں کو وہ سمجھ چکا تھا، تبھی خود ہی جواب دیتے ہوئے اسکا تجسس دور کیا۔

"میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا۔۔۔اور یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں کہ میں کیسی ہوں؟سو سٹاپ بلیمنگ می۔۔"اسکی آواز برابر کانپ رہی تھی۔

"ہاں۔۔مجھ سے اچھا کون جانتا ہو گا تمہیں؟"

وہ زخمی انداز مسکرایا۔ایسالگ رہا تھا جیسے طنز کے تیر زہر میں بگھو بگھو کر مار رہا ہے۔

"آپ طنز کرنا بند کریں گے کیا؟" اس نے سخت کڑے لہجے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جاسکتی ہو تم۔۔" وہ اس سے منہ پھیر کر کھڑا ہوا۔

"جا تو چکی ہوں۔۔"وہ قدم بڑھاتے اسکے سامنے آئی۔

"جب جا چکی تھی تو کیوں پھر واپس آئی تم؟ مہر کی مدد کے لیئے کہا تھا نا تم نے؟ لیکن کیا کیا تم نے؟ تمہارا پلین تو میں سمجھ پایا ہی نہیں۔۔تم نے ایک ساتھ تین لوگوں سے بدلہ لیا۔۔واہ! مان گیا مس جنت کبیر خان۔۔مان گیا تمہیں مس جنت جہانگیر۔۔"اس نے اسکے نام کے ساتھ اسے ایسے پکارا جیسے کوئی گالی ہو۔

"یونیورسٹی تک میں، میں بدنام ہو کر رہ گیا ہوں۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔ میں ہی تمہارا پلان نہ سمجھ سکا۔۔ جہاں جاتا ہوں۔۔ ہر اسٹوڈنٹ آپس میں چہ مگوئیاں کرتے نظر آتا ہے۔۔کوئی کہتا ہے۔۔یہ ہے وہ انسان جس نے محبت میں دھوکہ دیا۔۔اور کوئی تو یہ تک کہتا ہے کہ یہ ہے وہ انسان جس نے جنت کی بہن کو گھر سے بھگایا۔۔ جس

سے محبت کرتا تھا، اسے ہی دھوکہ دے دیا۔۔" وہ ایک ایک بات اسے انکی نقالی کرتے ہوئے بتا رہا تھا۔اس نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

اسکی حالت دیکھ کر وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کس کرب میں ہے سو اس نے اس سے بحث کو فضول ہی جانا۔

راحت اور تابینہ نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ دونوں میں ہونے والی بحث سے انکے قدم رک سے گئے۔

دونوں کی سمجھ میں اب آرہا تھا کہ آخر کیوں سجیل اتنے دنوں سے غم سے نڈھال ہے ۔وہ اپنے دل کا غبار انکے سامنے تو نہ نکال سکا، لیکن جنت پہ اسے خوب غصہ تھا۔

"شاہ ویز سے بدلہ بھی لے لیا۔۔ مجھ سے بھی۔۔اور مہر سے بھی۔۔"

اسکے الزامات سن کر اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔

"جانتی تھی نا تم کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے؟ اور کہیں میری زندگی میں شامل نہ ہو جائے؟ اسی لیئے تم نے۔۔" وہ بے ضبط، بناء سوچے سمجھے کچھ بھی بولے جا رہا تھا۔

"بس۔۔بس کیجیئے۔۔۔"اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بات کرنے سے روکا۔"اب ایک لفظ اور نہیں۔۔"اس نے انگلی کے اشارے سے ذرا دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"آپ سے محبت؟ بے وقوف ہو گی وہ لڑکی جو آپ سے محبت کرے گی۔۔کیونکہ آپ محبت تو کر سکتے ہیں سہیل علی صاحب۔لیکن بھروسہ نہیں۔۔اور نہ ہی ساتھ دے سکتے ہیں۔۔اگر اتنا ہی اسکا احساس تھا تو راحت بھائی سے تھپڑ پڑتے ہی وہاں سے بھاگ کھڑے نہ ہوتے۔۔"غصے کے مارے اسکا چہرہ لال سرخ ہو چکا تھا۔

اسکی بات پہ وہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

اس نے اتنا کہا اور واپسی کے لیئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے مگر جاتے جاتے رکی

۔

"آئی ایم پراؤڈ ٹو ہیو جہانگیر۔۔الحمدللہ۔۔" وہ مڑ کر اسکے چہرے کی طرف بغور دیکھ کر بولی تو وہ اس سے نظریں چرا تا رہ گیا۔

"اچھا ہوا۔۔اس رات آپ نے مجھے اپنی دو کوڑی کی محبت بھیک میں نہیں دی۔۔ورنہ

میں جتنی مرضی دعائیں مانگ لیتی میری زندگی سے گرہن کبھی نہ جاتا۔۔" وہ ذو معنی انداز میں بولی اور دروازہ کھولتے ہی باہر آموجود ہوئی۔

تابینہ نے اسے دیکھ کر معذرتانہ انداز میں ہاتھ جوڑے۔راحت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔اس نے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور اسکے گلے جالگی۔

"خالہ۔۔ممی نے کہا تو آپ کی طرف آگئی۔۔میں نہیں جانتی تھی کہ ایک اور الزام ۔۔ایک اور دکھ۔۔ایک اور اذیت میری منتظر ہے۔۔مجھے خوشی ہے کہ اس رات راحت بھائی نے میرے مشورے پہ عمل نہیں کیا۔۔شکر ہے میری مہران کے نصیب میں نہیں لکھی گئی۔۔شکر ہے۔۔" وہ بے انتہاء اذیت سے بول رہی تھی ۔لیکن آج وہ یہ سب کہہ دینا چاہتی تھی۔اپنے اندر جو بوجھ لیئے وہ اتنے دنوں سے پھر رہی تھی،اسے آج اس نے آخر ہلکا کر ہی لیا۔

اسکا ایک ایک لفظ اندر موجود شخص سن رہا تھا۔ "مشورہ۔۔کیسا مشورہ۔۔" اسکے کان کھڑے ہو گئے۔

دوسری طرف وہ وہاں ایک لمحے کے لیئے بھی رکی نہیں۔۔اس نے تیز قدم بڑھائے اور وہاں سے نیچے آئی اور ڈائننگ ہال میں پڑے اپنے بیگ کو اٹھاتے ہوئے گھر کے

مرکزی دروازے سے باہر آئی۔

"جنت۔۔جنت۔۔میری بچی۔۔" وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی۔

"خالہ۔۔ روئیں نہیں آپ پلیز۔۔۔" اس نے پلٹ کر اسے دیکھا اور اسکی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں۔۔" وہ نظریں جھکائے، ذرا شرمندگی سے بولی۔

"نہیں خالہ۔۔ نہیں۔۔شرمندگی کی اس میں کیا بات ہے؟ یہ تو خوشی کی بات ہے ۔۔میرا آخری بھرم ٹوٹ گیا۔۔میں خوش ہوں بہت۔۔بہت زیادہ خوش۔۔" وہ بے انتہاء کرب سے گہرا لمبا سانس لیتے ہوئے بولی۔

بالکنی میں کھڑے سجیل تک اسکی آواز صاف آرہی تھی۔وہ لب بھینچ کر دکھ سے مسکرایا۔

"سجیل صاحب سے ایک بات ضرور کہیئے گا۔۔دنیا آپ کو کچھ بھی کہے۔۔ فرق نہیں پڑتا۔۔جب آپ اچھے سے جانتے ہوں کہ آپ کیا ہیں؟ اگر اس دنیا کے لوگوں کی اتنی ہی اہمیت ہوتی تو جہانگیر مجھے کبھی اپناتے نہیں۔۔" اس نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جوں ہی اوپر کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو اسے بالکنی میں موجود پایا۔

اس نے دو لمحوں کے لیئے اسے دیکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔ وہ اسے کافی دیر تک دیکھتا ہی رہ گیا باوجود اس کے کہ وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ لیکن پھر بھی اسے اسکا عکس کافی دیر تک دکھائی دیتا گیا۔

****

اسے کمرے میں شفٹ کر تو دیا گیا تھا لیکن اسکی حالت ابھی نازک ہی تھی۔ وہ ذرا بات کرنے کے قابل ہوئی تو اس کا بیان لیا گیا۔

"مجھے نہیں پتہ کہ وہ کیا تھا؟ دو دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا۔۔ اسی لیئے جب اس پاؤڈر پہ دھیان پڑا تو عجیب فیل ہوا لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ یہ۔۔۔" سانس کی نالی کی مدد سے وہ بمشکل سانس لیتے ہوئے بول پا رہی تھی۔

پولیس انسپکٹر نے شاہ ویز کی طرف شکی نگاہوں سے گھور کر دیکھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔ اسکا بیان سنتے ہی محسن اور نمی کی جان میں جان آئی۔ دونوں نے تشکر سے ایک دوسرے کو دیکھا اور آگے بڑھتے ہوئے مہر کے پاس آئے۔

ایک نرس اسکی نگرانی کے لیئے کھڑی تھی، جواب اسے انجیکشن لگاتے ہوئے نمی اور محسن کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"یہ بہن ہے میری۔۔" اسکی سوالیہ نگاہوں کو دیکھتے ہوئے نمی نے کہا۔

"اوہ۔۔ ٹھیک ہے۔۔ آپ ذرا رکیئے ان کے پاس۔۔ میں کچھ دوائیاں لے کر ابھی آئی۔" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

کمرے کے ایک کونے میں کھڑا شاہ ویز پریشانی کے مارے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"کیا میں اتنا برا ہو گیا ہوں کہ مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیئے اس نے خودکشی جیسی حرام چیز کا سہارا لیا۔۔ میں لاکھ برا سہی۔۔ لیکن کسی کی موت کی وجہ نہیں بن سکتا کبھی بھی۔۔" سوچ سوچ کر اسکا دماغ تھک چکا تھا۔ رہی سہی کسر اسکے موبائل پہ ہونے والی کال نے پوری کر دی۔

اسے موبائل کی وائبریشن محسوس ہوئی تو اس نے موبائل اپنی پینٹ کی جیب سے نکالا۔ "شماز بھائی اِز کالنگ۔۔" موبائل پہ بار بار اسکا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

اس نے فوراً سے موبائل کو سائلنٹ پہ لگایا۔ کال آنا بند ہوئی تو اس نے کال ہسٹری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چیک کی، جس سے اسے معلوم ہوا کہ وہ پچھلے تین چار گھنٹوں میں اسے کئی بار کال کر چکا ہے ۔خوف کے مارے اسکے پسینے چھوٹنے لگ گئے۔

" کہیں شماز بھائی کو مہر کی حالت کا پتہ تو نہیں چل گیا۔" وہ زیرِلب خود سے بولا۔

اس نے میسج باکس دیکھا تو شماز کا ایک سے بڑھ کر ایک دھمکی آمیز میسج اسکا منتظر تھا۔

"میری بہن کو کچھ ہوا تو تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ سمجھے۔۔کال اٹھاؤ میری۔۔"

"تم ہو کہاں اس وقت؟ مجھے بتاؤ؟ سب جانتا ہوں میں کہ تم ہو کیا؟ تمہاری اصلیت جان چکا ہوں میں۔۔"

"شاہ ویز۔۔ کال می بیک۔۔آئی ایم ویٹنگ۔۔"

شاہ ویز۔۔تم مجھے سنگین قدم اٹھانے پہ مجبور کر رہے ہو۔۔ہو کہاں آخر تم؟"

"شاہ ویز۔۔ اسے کچھ ہوا تو اس بات کی پرواہ نہیں کروں گا کہ تم میرے بھائی۔۔جان سے مار دوں گا تمہیں سمجھے۔۔"

اسکا ہر میسج ایک سے بڑھ کر ایک تھا جو اسے خوف میں مبتلا کر گیا تھا۔اس نے بناء دیر کیے، پہلی ہی فرصت میں موبائل کو پاور آف کیا اور اپنے ماتھے پہ موجود پسینے کو اپنے

بازو کی پشت سے صاف کرنے لگا۔

محسن نے اسکی طرف پریشانی سے دیکھا۔وہ سمجھ چکا تھا کہ کچھ تو ضرور ہوا ہے۔۔لیکن کیا؟ وہ کچھ سوچتے ہوئے اسکے قریب گیا۔

"محسن۔۔ شماز بھائی سب جان گئے ہیں۔۔" اس نے ذرا آہستہ آواز میں کہا۔

اسکی طرف سے دی جانے والی اطلاع سن کر محسن کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"مہر کی خودکشی؟" اس نے خود سے اخذ کرتے ہوئے سوالیہ پوچھا۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تو محسن سمجھ گیا کہ مسئلہ کیا ہے؟

****

اگر وہ اسکے سامنے ہوتا شماز اسے ابھی اور اسی وقت اسے شوٹ کر دیتا۔اسکے چہرے پہ غصہ کے آثار اور نمایاں ہوئے تو علینہ نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"کیوں پریشان ہو رہے ہیں آپ؟ وہ اسے لے کر گیا ہے تو اسکا خیال بھی رکھے گا۔ تسلی رکھیں۔" اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"اسی چیز کی ہی پریشانی ہے کہ وہ لے کر گیا ہے۔۔"اسکی ذو معنی بات کو وہ سمجھ نہ پائی۔

اس نے آنکھوں میں ہزاروں سوال لیئے اسے دیکھا تو اس نے اسے جنت کی بتائی ایک ایک بات جوں کی توں بتائی۔

"اوہ میرے اللہ! یہ سب۔۔۔"اسکی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔وہ سب جانتی تو تھی لیکن ندیم صاحب کو حقیقت معلوم ہے؟ یہ علینہ نہیں جانتی تھی۔

"ہاں۔۔اتنا بڑا ظلم ہو گیا ہم سے۔۔"اسکی آنکھوں سے بے حد اذیت سے آنسو چھلکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شماز۔۔اب تو شادی ہو چکی ہے دونوں کی۔۔اب تو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔"اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"علینہ! تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں ابا کی طرح رویہ اختیار کروں گا؟؟؟ سچ جانتے ہوئے بھی میں چپ رہوں گا؟؟ تو یہ سب مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔۔"اس نے صاف اور واضح لفظوں میں اسے اپنا مطلب سمجھایا۔

"اسے مہر کی پوزیشن کلیئر کرنی ہو گی۔۔اور اسے چھوڑنا ہو گا۔۔"

اسکے آخری الفاظ سن کر وہ گرتے گرتے سنبھلی تھی۔"دنیا کی کسی بھی عورت کے لیئے طلاق کے الفاظ کسی قیامت سے کم نہیں ہوتے۔۔چاہے وہ اپنے شوہر کو وہ پسند کرتی ہو یا نہیں۔"

"شماز۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟اتنی بڑی بات کیسے سوچ لی آپ نے؟وہ سب کے سامنے اسے لے کر گیا ہے۔۔مجھے نہیں لگتا کہ وہ اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔"اس نے اسے سمجھایا۔

اسکی بات سن کر وہ دکھ سے مسکرایا۔

"خود کو بچانے کے لیئے لے کر گیا ہے اسے۔۔اور اب دیکھو فون ہی بند کر دیا۔۔"اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کیا تو نمبر بند موصول ہوا۔جس پہ وہ دانت کچکچا تارہ گیا۔

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

(کیلئے لکھاریوں کی New Era Magazine ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین)

ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

Neramag@gmail.com)(

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات)

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews